



حفظ الیوم

تصنیف
مفتی محمد نظام الدین رضوی

ملنے کا پتہ

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

عظمیٰ الشیخ الاسلام

تصنیف
مفتی محمد نظام الدین رضوی (انڈیا)

مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور



ہم ملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب
مصنف
باہتمام
ناشر
تعداد
قیمت

عظمت والدین
مفتی محمد نظام الدین رضوی (انڈیا)
مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور
گیارہ سو
48 - روپے

مضامین کی ایک جھلک

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۷	قرآنی آیات	۵	تمہید
۳۰	احادیث اور ان کے ایمان افراد فوائد	۶	حق اللہ، حق نفس، حق عباد کی
۳۹	رضاعی ماں، اور سرکار کا ادب		دستیں وضاحت
۴۱	والدین کے ساتھ نیکی کا اچھا پھل	۷	حقوق العباد کے مختلف درجات
۴۱	حضرت اویس قرنی کا مقام		ماں، باپ کا عظیم مقام
۴۵	تین مسافروں کی ایمان افزا کہانی	۱۳	ماں باپ کا مقام (قرآن کی نگاہ میں)
۴۸	گائے نرالی، دام انمول	۱۷	عظمت مقام کے اسرار و حکم
۵۱	نایاب موقی	۱۸	پہلی حکمت
۵۲	عجیب و غریب داستان	۱۹	دوسری حکمت
۵۶	موقی کا پُر اسرار گنبد	۲۰	حدیث کا ایک دلگداز واقعہ
۵۸	حضرت موسیٰ کا رفیق جنت	۲۲	ماں کی جانکاہی
۶۱	والدین کی نافرمانی کی سخت ممانعت	۲۴	ماں سوار، بیٹا سواری
۶۱	روح پرورد حدیثیں	۲۵	بوڑھی ماں کی راحت رسانی
۶۶	بہشت کی خوشبو سے محرومی	۲۵	دلپذیر حکایت
۶۷	ماں باپ کی نافرمانی کا وبال	۲۶	سعادتمند بیٹا
۶۸	حضرت خیرج کی عبرتناک کہانی	۲۷	والدین کی عزت و خدمت کے تاکیدی احکام

۹۳	ماں باپ کے ساتھ سب سے بڑی نیکی	۷۱	عہد فاروقی کا دردناک واقعہ
۹۶	خالہ کے ساتھ نیکی کا درجہ	۷۲	ماں کی بددعا کا حیرتناک اثر
۹۷	والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کے طریقے	۷۶	بیٹا گدھا بن گیا
۹۷	ولد صالح بنو	۷۷	ایک بزرگ کا حج مقبول نہ ہوا
۹۹	تین نیکیوں پر عظیم سعادت کا ثرہ	۸۱	نافرمان بیٹے کا خاتمہ خراب ہو نیکا
۱۰۰	صدقہ و خیرات	۸۶	ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے
۱۰۰	زیارت قبور و دعائے خیر	۸۸	حق زیادہ ہونے کے تین دلائل و اسباب
۱۰۲	حقوق والدین بعد انتقال (ایک نظر میں)	۹۰	ماں کے جذبہ ایشار کی حسین تصویر
۱۰۵	ماں باپ پر اولاد کے حقوق	۹۲	ماں کا حق زیادہ ہونے کا ایک اور سبب
۱۱۱	خاص لڑکوں کے حقوق	۹۲	ماں کا حق زیادہ ہونے کا مطلب (عاشق)
۱۱۱	خاص لڑکیوں کے حقوق	۹۳	والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک
۱۱۲	تبت بالخیر		کی اہمیت



از

حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قلم اہل علم العالی

پیش نظر کتاب کی اصلاح ہمارے دو اساتذہ کرام نے فرمائی (۱)، بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب قلم دامت فیوضہ المبارکہ شیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی ضلع منو (۲) خیر الاذکیار حضرت مولانا الحاج عبداللہ خاں صاحب قلم اہل علم العالی شیخ الحدیث دارالعلوم علیہ جسد اشاہی ضلع بستی۔

حضرت بحر العلوم قبلہ نے احقر کی درخواست پر قلم برداشتہ درج ذیل مضمون بھی لکھ کر غایت فرمایا جو صرف یہ کہ بر محل، مفید اور جامع ہے بلکہ یہ دراصل کتاب کی روح بھی ہے جیسا کہ ناظرین کو اندازہ ہوگا۔ ہم دونوں محترم شخصیتوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جزا ہم اللہ خیر الجزاء

نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اما بعد! غور سے دیکھا جائے تو مذہب اسلام پورا کا پورا حقوق و فرائض کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام نے احکام اسلامی کی تین بنیادی

قسمیں قرار دی ہیں۔ حقوق اللہ، حقوق نفس، حقوق العباد۔

(۱) حقوق اللہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، بلکہ عبادات کا پورا حصہ شامل ہے۔

(۲) حقوق نفس میں خود اپنے جسم کی ظاہری نگہداشت اور حفاظت سے لیکر تہذیب نفس اور درستگی اخلاق کا سارا نظام شمار ہوتا ہے۔ جس کا نہایت صاف اور واضح بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں ہے۔

حضرت عمرو بن العاص بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم رات بھر نماز اور دن بھر روزے برابر رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات سچ ہے آپ نے ارشاد فرمایا، ایسا مت کرو، ایسا کرنے سے آنکھیں دھنس جائیں گی اور تمہارا نفس تھک جائے گا۔ اور تمہارے نفس کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، اور تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، اور مہمانوں کا بھی حق ہے۔ تو سوچو، اور نماز بھی پڑھو اور کھاؤ بھی، روزہ بھی رکھو۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۷۵)

حضرت سلمان فارسی اور جناب ابوذر دار رضوان اللہ علیہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ موافقہ (بھائی چارگی) قائم کیا تھا کسی موقع سے حضرت سلمان، ابوذر دار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ملاقات کے لئے آئے، ابوذر دار کی زوجہ محترمہ کو حضرت سلمان نے گندے کپڑوں میں دیکھا، آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگیں آپ کے بھائی ابوذر دار کو دنیا سے رغبت

ہی نہیں ہے۔ تو میں کس کے لئے بناؤ سنگار کروں۔

ابوذر دار نے حضرت سلمان کے لئے دسترخوان لگایا۔ اور خود نفل روزہ کی معذرت کی۔ حضرت سلمان بولے جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہ کھاؤں گا۔ تو ان کی خاطر سے ابوذر دار نے بھی روزہ توڑ دیا۔ رات میں دودھ نفل نماز پڑھتے کا حضرت ابوذر دار نے ارادہ کیا۔ حضرت سلمان نے منع کر دیا۔ آخری حصہ شب میں خود بھی اٹھے۔ اور حضرت ابوذر دار کو بھی اٹھایا اور دونوں نے نوافل پڑھے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ آپ پر آپ کے رب کا بھی حق ہے۔ اور آپ کے نفس کا بھی حق ہے، اور آپ کے اہل کا بھی حق ہے۔ تو ہر حق والے کو اس کا حق ادا کریں۔ اور صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس معاملہ کا ذکر کیا۔ آپ نے حضرت سلمان سے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۴۷۵)

ان حدیثوں میں حقوق کی تینوں قسموں اور ہر ایک کی مختلف مثالوں کا واضح بیان ہے۔

(۳) حقوق العباد میں سب سے پہلا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس کو قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَيْنَاهُمْ كَفَرًا** (البقرہ ۱۲۹) جب اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کریں۔ امام خطابی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفع۔ یہ ہے کہ انکی رسالت کی تصدیق کی جائے اور ان کے لئے ہوئے پورے دین پر ایمان لایا جائے۔ اور مرد و نواہی میں آپ کی اطاعت کی جائے۔ حیات و ممات ہر حال میں انکی مدد کی جائے۔ ان کے اسوۂ پاک کی

پیردی کی جائے۔ اور ان کے آل و اصحاب سے محبت کی جائے۔
آپ کے بعد نسب اور خوئی رشتہ کا درجہ آتا ہے۔ جس میں ماں، باپ
بیٹے، بیٹیاں، بھائی، بہن اور دیگر اُغزہ و اقارب کے حقوق کا درجہ ہے۔
اسی طرح سببی رشتہ جس کو علاقہ مصاہرت و دامادی سے تعبیر کیا جاتا
ہے، جس میں میاں بیوی کے باہمی حقوق اور طرفین کے رشتہ داروں کی
مراعات و مواسات شامل ہے۔

ان رشتوں کے علاوہ اور بے شمار علائق ہیں جن میں بعض کے حقوق
کی مراعات رشتہ داروں کے حقوق پر مقدم ہے۔ جیسے استاذ و شاگرد کا علاقہ،
پیر و مرید کا رابطہ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
"استاذ کے حقوق باپ پر مقدم ہیں۔ یہ وجود مادی کا سبب ہے،
اور استاذ حیات روح کا ذریعہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دوم)
اس علاقہ کو ہم تکمیل ذات کا علاقہ کہہ سکتے ہیں۔

جس محلہ، جس شہر، جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں۔ اس کے اور
اس میں رہنے والوں کے بھی ہم پر حقوق ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔
جبریل امین نے مجھے پڑوسیوں کے بارے میں اتنی تاکید کی، کہ
مجھے خیال ہوا، پڑوسی کو وارث بنایا جانے والا ہے۔

حد یہ ہے کہ وہ غیر مسلم جو ہمارے ساتھ امن کی زندگی بسر کرنے
کا معاہدہ کرے اس کے لئے حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا گیا۔
"اس کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور اس کا مال ہمارے مال

کی طرح ہے یعنی دونوں کی یکساں حفاظت کی جائے۔
انسان مدنی الطبع ہے، ایک جگہ مل کر رہنے پسنے کا عادی ہے، اس سلسلہ
میں سیاست مدنی اور تدبیر منزل کی سطح پر سیکڑوں علاقے پیدا ہوتے ہیں
جیسے حاکم و محکوم اور راعی و رعایا کا رشتہ، بائع و مشتری کا سبندھ، اجیر و
مستاجر کا معاملہ، امارت و ادرت کی کتابوں میں ان مضامین پر بھر پور روشنی
ڈالی گئی ہے۔ یہ سب حقوق العباد کی ہی مختلف شاخیں اور شعبے ہیں۔ ایک
حدیث مبارک میں ان سب کا اجمالی بیان مؤثر انداز میں فرمایا گیا ہے۔
"تم میں سے ہر ایک راعی و نگہبان ہے۔ اور کل قیامت میں سب
سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ بادشاہ رعایا کا راعی ہے
اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل عیال
کا راعی ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے
شوہر کے گھر بار کی راعی ہے، اس سے ان کی پریشش ہوگی۔ لکڑہٹام
اپنے آقا کے مال و اسباب کا نگراں ہے، اس سے اس کا محاسب ہوگا۔
بیٹا باپ کے ساز و سامان کا محافظ و نگراں ہے اس سے اپنی نگرانی کا
حساب لیا جائے گا، القصد سب سب کا راعی ہے اور سب اپنی اپنی
کارکردگی کے بارے میں سوال ہوگا۔"

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۲۴)

زیر نظر رسالہ فی الفضل و حقوق کی اس وسیع تر لڑی کی ایک اہم اور درختان
کڑی "حقوق والدین" سے متعلق ہے، جس کو ہمارے

محبت محترم حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب نائب مفتی
الجماعة الاشرفیہ نے ترتیب دیا ہے۔ جو ایک بانع نظر عالم، ایک
مقبول ترین مدرس اور پرمغز صاحب قلم ہیں۔
میری خواہش ہے کہ اس سلسلہ کے مزید عنوانوں پر بھی قلم اٹھادیں،
اللہ تعالیٰ ان کے رشحات قلم کو مقبول عوام و مفید انام بنائے۔ محبوب خواص
اور منظور اہل اسلام کرے۔ آمین فقط۔

مصنف کی ایک اہم تالیف عصمت انبیاء انبیائے کرام کی سیر کا سب سے اہم ترین باب

اس کتاب میں قرآن و حدیث اور اقوال سلف و خلف کی روشنی
میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے
معاصی اور نفرت انگیز امور سے معصوم و منزہ ہیں، ساتھ ہی عصمت
و تنزیہ کی حکمت بالغہ کو دلنشین پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور اس پر
وارد ہونے والے شبہات کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔ طائیف
بیدہ زیب، زبان عام فہم، کتابت، طباعت عمدہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ، وَ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
وَجُنْدِهِ وَحَزْبِهِ۔

عصر حاضر میں اخلاق و عادات میں ایسا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے کہ
پہلے کے زمانے میں اس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا، بہت سے ایسے
طور طریقے جو انسانی نقطہ نگاہ سے اچھے اور مستحسن قرار دیئے جاتے تھے
ان میں بھی اب ایسی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ جن کے لئے اصلاح کی
سخت ضرورت ہے۔ انہیں خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ماں باپ
کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی عام ہوتی جا رہی ہے، تعلیم یافتہ لوگ
بھی چاہے وہ اسکولوں کے پڑھے لکھے ہوں، یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے
ایسے ماں باپ کے ساتھ جیسا حسن سلوک یا اچھا برتاؤ کرنا چاہتے نہیں
کرتے، بلکہ کتنے ایسے ہیں جنہیں ماں باپ کی نافرمانی اور کج عدولی میں کسی
برائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اکبر لا آبادی نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

طفل میں بو آئے کیوں ماں باپ کے اطوار کی

دودھ تو ڈبے کا ہے، تعلیم دے سرکار کی

ایک زمانہ وہ تھا کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ
کی طرف لے کر چلا تو بیٹا خوشی خوشی ساتھ ہو گیا، بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے

زمین پر لٹا ناچا یا، بیابلا تامل لیٹ گیا، یہاں تک کہ باپ نے اپنے عزیز بچے کی گردن پر چھری بھی چلا دی لیکن بیٹے نے اپنی زبان سے اُن تک نہ کہا کہ یہ فیضانِ نظر تھا، یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے گئے اسے اس نے اسمعیل کو آدابِ فسرزندی

اور آج کا عالم یہ ہے کہ باپ کی اطاعت شعاری میں قربان ہو جانا تو بڑی بات ہے عام طور پر ان کی نافرمانی میں جھجک نہیں محسوس کی جاتی، حتیٰ کہ ان کے حکم کو اپنے لئے خلافِ شان، بلکہ باعثِ ننگ و عار تصور کیا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر ظلم و تعدی یہ ہے کہ ماں باپ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان کے ساتھ بد کلامی سے پیش آنا، اور اگر اتنے پر بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو ان کی پٹائی کرنا آئے دن کی بات ہے۔ آج سے چودہ سو برس پہلے مخبر صادق حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی ایک نشانی یہ بتائی تھی کہ اطاع الرجل امراته وعتی امه مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں (مشکوٰۃ ۷۰ باب اشواط الساعۃ) (باپ) کا نافرمان

آپ کی پیشین گوئی کا ایک ایک حرف اور ہر ہر نقطہ نئی تہذیب کی اس لعنت پر منطبق ہوتا دکھائی دے رہا ہے، اس کی صداقت اور سچائی اس طرح سے نمایاں ہے کہ جیسے پیش گوئی کے وقت نگاہِ نبوت ان حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ روزِ مرہ کے واقعات شاہد ہیں کہ اس دورِ جدید کا انسان الاماشاع اللہ ماں باپ کی نافرمانی اور دل آزاری کے ہر کام کرنا تو گوارا کر لیتا ہے لیکن بیوی کی نیاز مندی میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اسے

گوارا نہیں ہوتی، وہ اس کی ناز برداری میں اس کے اشارہ اور برقص کر سکتا ہے لیکن ماں جیسی محبت و رافت کی پیکر جمیل کے حکم کی بجا آوریِ ذلت کی بات تصور کرتا ہے اور یہ سب اس لئے ہے کہ زمانے اور ماحول کا مزاج یہ کچھ اس طرح کا ہے کہ

ماں باپ کی فوگٹ میں بنائے جو حجامت
اس شخص سے بڑھ کوئی دیں دار نہیں ہے
کہ آئے جو بیوی کی قد مبوسی سے عالم
بیکٹھ میں جانے کا وہ حقدار نہیں ہے

حالانکہ اسلام کی تعلیمات کی رو سے اللہ و رسول کے بعد ماں باپ دنیا میں سب سے زیادہ اعزاز و تکریم، ادب و احترام اور حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے حقدار ہیں۔

قرآن حکیم نے تقریباً پندرہ
قرآن کی نگاہ میں ماں باپ کا مقام | مقامات پر مختلف حیثیتوں

سے بڑے ہی حکیمانہ انداز میں ان کے ساتھ نیکی، حسن سلوک اور خوش معاہدگی کا درس دیا ہے اور اس اہتمام کے ساتھ کہ نہ شتر جگہوں پر درس و توحید کے ساتھ ہی آیا ہے، خدا نے پاک کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کا فرمان صادر کیا ہے اور خدا نے پاک کے شکر کے ساتھ ان کا شکر بجالانے کی تاکید کی ہے۔ سورہ بقرہ میں فرمایا گیا۔

وَإِذَا خَدَا نَا مِمَّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے

لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔
(آیت ۸۲)

اس آیت مبارکہ میں خدا پرستی کے بعد ہی ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی تعلیم دی گئی ہے اور اسی تعلیم کو سورہ نسا میں ان الفاظ میں دہرایا گیا۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا
بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
(من النساء ۴ - آیت ۳۶)

کفار کو جن حرام کاموں سے روکا گیا ان میں "شرک باللہ" کے بعد ماں باپ کے ساتھ برسلوک کو ہی شمار کیا گیا کہ یہ دونوں واقع میں حرام کاموں کی اساس ہیں۔ ارشاد باری ہے :

قُلْ تَعَالَوْا أَشْهَدْ مَا حَرَّمَ
رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَشْرِكُوا
بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا۔
(من الانعام ۶ - آیت ۱۵۱)

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا :
وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا
إِلَّا اللَّهَ۔ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے

إِلَّا يَأْكُلُوا بِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا۔
سو کسی کو نہ پوجو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی احسان سنائی
وَشُكْرُ غَزَارِي كِتَابِي كِتَابِي الْفَظَا فِي فَرْمَانِي۔

آن اَشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ
إِلَى الْمُصْبِرِ (من لقمان ۲۱)
میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالاؤ،
آخر میرے ہی پاس آنا ہے۔

ان آیات میں جس اہتمام کے ساتھ ادب و محبت، خدمت و اطاعت اور احسان پذیری و شکر گزاری کا اولاد کو حکم دیا گیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں دنیا کے انسانی رشتوں میں ماں باپ کا مقام کتنا اونچا اور کس قدر بلند ہے۔

غزہ نزول اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا بلاشبہ بڑے ثواب کا کام ہے، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا اجر بھی بہت بڑا ہے، پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی بھی بڑی تاکید آئی ہے دنیا کے ایک اور کمزور طبقہ مریضوں اور بیماروں کے ساتھ ہمدردی بھی بڑے اجر و ثواب کی باعث ہے ان کی غم خواری اور تیمار داری مردت و انسانیت کی بڑی دلیل ہے، خود اپنی اولاد اور خاص کر لڑکیاں رحم و کرم کی بہت ہی زیادہ حقدار ہیں، بلکہ نزول قرآن کے ابتدائی زمانے میں جب یہ عورتوں اور کمسن بچوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے، بے گناہ بچیوں کو بیعتی جی مٹی کے اندر دبا دیا جاتا تھا اور پورے معاشرہ میں

دردنگی و بربریت کا دور دورہ تھا اس زمانے میں خاص طور پر لڑکیوں کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم سب سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی مگر ان سب کے باوجود قرآن حکیم نے توحید اور خدا پرستی کی تعلیم کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، یتیموں، مسکینوں اور بیماروں کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کے پیکر بن جاؤ، بیواؤں کے کام آؤ، بے سہاروں کے سہارا بنو، اور ظلم و جور کے بھینور میں ڈوبتی ہوئی عورت کی نجات کے سامان فراہم کرو۔ بلکہ یہ حکیمانہ فرمان صادر کیا: **وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا** ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

دیکھئے اسلام کی تعلیمات میں ہمیں دو طرح کے حقوق کا پتہ ملتا ہے۔ ایک تو حقوق اللہ، دوسرے حقوق العباد۔

خدا کو ایک ماننا، تنہا اسی کی عبادت کرنا، نماز پڑھنا، روزے رکھنا، حج کرنا، یہ سب حقوق اللہ سے ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک، اولاد کے ساتھ رحم و کرم، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، یتیموں، مسکینوں اور مرلویوں کے ساتھ ہمدردی یہ سب حقوق العباد سے ہے۔

حقوق اللہ میں سب سے بڑا حق توحید و خدا پرستی ہے کہ ایک خدائے پاک کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اب غور فرمائیے کہ اس عظیم حق کی تعلیم کے بعد عام انسانوں کے حقوق کی تعلیم نہیں دی بلکہ بار بار والدین کے حقوق کی تعلیم دے کر اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا فرمان صادر کر کے یہ اعلان کر دیا کہ دیکھو عام انسانی گروہ میں سب سے زیادہ

اچھے برتاؤ کے حقدار صرف ماں اور باپ ہیں ان کے ساتھ نیکی اور برودہ کا جو بلند درجہ خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں ہے وہ درجہ عام انسانی گروہ میں کسی کے ساتھ نیکی کا نہیں ہے۔ حقوق اللہ میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ایک اسی کی عبادت کی جائے تو عام حقوق العباد میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے یہی توجہ ہے کہ پروردگار عالم نے ایک طرف بندوں کو شرک سے روکا تو ساتھ ہی دوسری جانب **وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا** کا درس دے کر اُن تک کہنے سے منع فرمادیا۔

خدا کے بند بھی جوش کمر تم ماں باپ کا لوگو
زباں سے اُن نہ کرنا لاکھ ہوان سے گلہ لوگو (۱)

ماں باپ کے عظمت مقام کے اسرار و حکم | قرآن عزیز نے ماں باپ کے عظمت مقام کا جو درس دیا ہے وہ معاذ اللہ کچھ یوں ہی نہیں ہے بلکہ یہ بڑے اسرار و حکم پر مشتمل ہے

(۱) علمائے کرام نے استاذِ علم دین کا درجہ ماں باپ سے بھی زیادہ بتایا ہے اکی بی بیہ کارشاد رسالت کے مطابق استاذِ باپ ہی کے درجہ میں ہے **إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِمَّنْزِلَةُ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ** (زوی احمد وغیرہ) پھر باپ صرف بدن کی زندگی کا سبب ہو تا ہے اور مظلوم روح کی زندگی کا، نیز بشارت کے حق میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہو تا ہے اسلئے اس کا درجہ اور زیادہ بلند ہو جاتا ہے تو پھر مال عام انسانی رشتوں میں اب بھی باپ ہی کا درجہ سب سے زیادہ رہا، یہ الگ بات ہے کہ باپ جسمانی ہو یا روحانی۔ تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۲۰ نیز ص ۶۸ وغیرہ میں ہے ۱۲ منہ مغفرلہ

جن کی بنا پر ان پکیران رحمت کو یہ بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

(۱) نظام قدرت ہے کہ جو چیز بھی اس عالم رنگ و بو میں عدم سے وجود میں آتی ہے اس کے لئے دو علتیں ضروری ہیں۔ ایک تو علتِ فاعلی، دوسری علتِ مادی، بنانے والا علتِ فاعلی کہلاتا ہے اور جس چیز کے کوئی شئی بنتی ہے وہ علتِ مادی کہلاتی ہے مثلاً مٹی کا لوٹا لے لیجئے یہ بنا ہے مٹی سے، اور اس کو بنایا ہے۔ کہہ رہے ہیں، تو بنانے والا کہہ لو گے کا علتِ فاعلی ہوا، اور مٹی اس کے لئے علتِ مادی ہوئی۔ انسان بھی نظام قدرت کے مطابق اپنے وجود میں دونوں طرح کی علتوں کا محتاج ہے۔ غور فرمائیے کہ انسان بنا کس چیز سے؟ ماں باپ کے مادہ منویہ سے۔ اور اس کو بنایا کس نے؟ اللہ عزوجل نے تو جس طرح سنتِ الہیہ نے دیگر اشیائے کائنات کے وجود میں اسبابِ ظاہری کا حجاب ڈال رکھا ہے لیکن اس کے پس پردہ قدرتِ الہی کی گھڑیاں یا اس کی جس کوہ فرامیایاں ہوتی ہیں اور ذاتِ باری سب کے لئے علتِ حقیقی ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود کے لئے خدا کے لئے نیاز علتِ حقیقی ہے اور والدین کا وجود اس کے لئے سببِ ظاہری ہے۔ اس سببِ ظاہری کے بغیر سوائے استثنائی صورتوں کے انسان کا وجود نہیں ہو سکتا اس لئے والدین کی شخصیت اور ان کا وجود یہ سب کچھ بچوں کیلئے مادی سبب ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے وجود میں جن کا سب سے زیادہ محتاج اور احسان مند ہے وہ خالق کائنات کی ذات والا صفات کے بعد ماں اور باپ کی ہستیاں ہیں اس لئے یہ بات عقل و دانش کے مطابق بالکل

درست ہے کہ ماں باپ کا حق تمام انسانی گروہ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ عزوجل خالقِ حقیقی ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور ماں باپ انسانی وجود کا ظاہری سبب ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور ان کو سب پر اولیت دی جائے۔ (۲) حقوق اللہ اتنے بے شمار ہیں کہ کوئی ہزار عبادت کرے شب و روز ذکر الہی میں مشغول رہے مگر وہ حقوق اللہ کو کامل طور سے ادا نہیں کر سکتا خدا کے کریم کے انعامات و احسانات کی شکر گزاری سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ ارشادِ باری ہے:

إِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ الَّتِي كُنتُمْ عَلَيْهَا أَلَا تَعْلَمُونَ
اَللّٰهُمَّ اِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ الَّتِي كُنتُمْ عَلَيْهَا اَلَا تَعْلَمُونَ
(رس ابراہیم ۱۴ آیت ۲۴)

نہیں کر سکتے۔

تو ظاہر ہے ان بے شمار نعمتوں کا شکر بجالانا کیونکر ممکن ہو گا؟ اور جیسے حقوق اللہ کے شکر سے کوئی بری الذمہ نہیں ہو سکتا، یونہی ماں باپ کے حقوق بھی کما حقہ ادا نہیں کئے جاسکتے۔ کوئی ہزار ماں باپ کی عزت و خدمت کرے، رات دن ان کی رضا جوئی و دل دہی میں لگا رہے یہاں تک کہ اپنے آپ کو ان کی اطاعت کے لئے وقف کر دے مگر وہ ان کے احسانات کی شکر گزاری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ ماں باپ انسان کی حیات اور اس کے وجود کے سبب ہیں تو وہ دنیا و آخرت کی جو کچھ نعمتیں پائے گا گویا ب انھیں کے طفیل سیں پائے گا ہر نعمت اور ہر فضل و کمال وجود پر موقوف ہے۔ ہے اور وجود کا سبب

ماں باپ ہیں تو دینی یا دنیوی کون سی ایسی نعمت ہے، یا کون سا ایسا فضل و کمال ہے، جو ان بزرگوں کا صدقہ اور مہون منت نہ ہو؟ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو ان عظیم ہستیوں کا صرف ماں باپ ہونا ہی ایسا عظیم احسان اور اتنا بڑا حق ہے کہ ہماری بڑی سے بڑی خدمت بھی اس کا بدلہ نہیں چکا سکتی تو پھر ان کے دوسرے حقوق اور احسانات کا شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ آئیے ہم پیادے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ نیز واقعات کی روشنی میں اس حقیقت کو واضح کریں۔

(۱) حدیث کا ایک دلگداز واقعہ | حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ

صاحب اپنا مقدمہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عدالت میں حاضر ہوئے اور یہ استغاثہ پیش کیا کہ اللہ کے رسول! میں صاحب مال بھی ہوں اور صاحب اہل و عیال بھی، میرے باپ میرا سب مال لے لینا چاہتے ہیں (تو ہم اور ہمارے بال بچے کیا کھائیں گے، ہمارا گزر کیسے ہوگا؟) سرکار نے فرمایا: اُدْعُ لِيْہِ

جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا تمہارا یہ بیٹا کہتا ہے کہ تم اس کا مال لے لینا چاہتے ہو یہ کیا معاملہ ہے؟

مَقَالَ : سَلُّہُ . کَلَّہُ
الْاَعْتَاہُ : اُوْکَرَ اَبَاہُ
اَوْ مَا اَنْفَعُ عَلٰی نَفْسِیْ
انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس سے پوچھ لیجئے کہ میں وہ مال لے کر کیا کرتا ہوں۔ اسی کی پوچھ پیچوں۔ یا دوسرے قرابتدار ہیں پر

وَعِیَالِیْ؟

خرچ کرتا ہوں، یا اس سے اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ چلاتا ہوں؟

اتنے میں حاضر صدرہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! یہ بڑے میاں اپنے دل میں کچھ اشار بھی مرتب کر کے لائے ہیں جن کو ابھی ان کے کانوں نے بھی نہیں سنا ہے یہ وحی پاکر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم نے اپنے دل میں جو اشار کہے ہیں وہ مجھے سناؤ۔

مَقَالَ : لَا یَزَالُ یَزِیْدُنَا
اللّٰهُ تَعَالٰی بِکَ بَحْیْرًا وَ
یَقِیْنًا۔
بڑے میاں عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ ہمیشہ آپ کے مہزات سے اللہ تعالیٰ ہمارے دل کا نور یقین بڑھاتا رہتا ہے۔

پھر یہ اشعار سنائے

عَدَدُ نَفْسٍ مَّوْلُودًا وَمِنْکَ یَا نِعْمًا
اِذَا لَیْلَةٌ مِّنَ لَّیْلِکَ مَا نَشْفَعُ لَمْ یَبْتَ
تَغَاثُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَ اَنْہَا
کَا نِیْ اَنَا الْمَطْرُوْنُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ
فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَاۃَ الَّذِیْ
جَعَلْتَ جَرَائِیْ غِلْظَةً وَ قَفَظًا
تَعَلَّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَیْکَ وَ تَعْمَلُ
لِقُبْلِکَ الْاَسَاہِرَا اُکْمَلُ
لَتَعْلَمَنَّ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُّوْکَلُ
کُلِّیْتُ بِہِ دُوْنِیْ نَعْنِیْ تَعْمَلُ
اِلَیْہَا مَدٰی مَا فِیْکَ کُنْتُ اَوْکَلُ
کَا نَکَ اَنْتَ الْمَعِیْمُ الْمُنْفِیْ

یہ نسخہ مرا مافیہ الخ ۱۲

فَلْيَتَكَلَّمْ إِذْ لَمْ يَدْعُ حَقَّ ابْنِ أَبِي
وَأَوْ لَيْسَ لِي حَقُّ الْبُحَارِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَى بَيْتِي دُونَ مَالِكٍ تَبْخُلْ
جب سے تو پیدا ہوا میں نے تیرے لئے غذا فراہم کی اور تیرے باپ سے بڑے
تک تیرے نان نفقہ کا بار اٹھایا۔ تو برابر میری کمائی سے مستفید ہوتا رہا
اور پر دان چڑھتا رہا۔ جب کوئی رات بیماری کا غم لے کر مجھ پر آتی تو
میں تیری ناسلمتی و بیماری کے باعث رات بھر جاگ جاگ کر بڑی بے چینی
و بے قراری سے صبح کرتا، میرا جی تیری موت کے اندیشے سے ڈرتا رہتا
حالانکہ اسے خوب معلوم تھا کہ موت یقینی ہے اور سب پر مسلط کی گئی ہے۔
موت کا ایک دن مقرر ہے۔ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
میری آنکھیں اس طرح زار و قطار رو رہی تھیں کہ جیسے وہ بیماری جو
رات میں مجھے بہوتی تھی، مجھے نہیں بلکہ مجھے بہوتی تھی، میں نے تجھے
اتنی شفقت اور پیار کے ساتھ دکھ اٹھا اٹھا کر پالا، پوسا اور جب تو
پر دان چڑھا اور عمر کی اس منزل کو پہنچا جس میں مجھے اُمید لگی ہوئی تھی
کہ اس عمر کا ہو کر تو میرے کام آئے گا۔ تو اس کے بدلے میں تو میرے ساتھ سختی
اور بدظنیت سے پیش آیا، گویا میرے اوپر تیرا ہی فضل و احسان ہے اے کاش
جب تو نے حق پداری کا لحاظ نہ کیا تو کم از کم وہی سلوک کرتا جو ہمایہ کرتا ہے۔
تو نے مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور مجھ پر اس مال کو خرچ کرنے میں بخلی
نہ کرتا جو اصل میں تیرا نہیں میرا ہی ہے۔
پڑوسے کے یہ درد بھرے اشار سن کر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

روپے اور بیٹے کا گریبان پکڑ کر ارشاد فرمایا :
كَادَهُبُ، أَنْتَ وَمَالُكَ جَا۔ تو اور تیرا مال سب تیرے
لایبیک۔ (۱)

جب انسان کا گوشت پوست، جان اور مال و متاع سب کچھ اسکے
ماں باپ کا ہے تو اس جان و مال سے وہ ماں باپ کی جو بھی خدمت کرے گا
وہ حقیقت میں انھیں کی چیز سے انھیں کی خدمت ہوگی اس نے اپنی طرف
سے کیا کیا جسے ان محسنوں کے احسانات کا بدلہ قرار دیا جائے؟ تو معلم حکمت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ امر بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ کوئی
شخص اپنے ماں باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے

آنکہ تبت پارہ از جان دوست قطرہ از چشمہ حیوان دوست
خدمت او کن کہ بجائے رسی برگ دہش تا بنوائے رسی

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے
(۲) ماں کی جان کا ہی

ہیں کہ ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں
حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک ایسا سنگلاخ راستہ
جو گری کی سختی سے شعلے کی طرح جل رہا تھا، پتھروں سے آگن بھل رہی تھی،

(۱) نصب الراية لاحادیث الہدایہ ص ۲۳۲ طبع مجلس ملی پاکستان بحوالہ ابن ماجہ ۱۶۱ ج ۱ ایضاً
نصب الراية ص ۲۳۸ باب الوطانی فی وجوب الصدقات بحوالہ ابو یوسف ص ۱۶۱ ج ۱ ایضاً
فتح القدیر ص ۲۵۰ بحوالہ جات مذکورہ۔ ایضاً فتاویٰ رضویہ ص ۱۵۰ ج ۲۹۲ بحوالہ جات مذکورہ

اگر ان پر گوشت ڈالا جاتا تو وہ بھی کباب ہو جاتا، میں ایسے اذیتناک
رستے پر مسلسل چھ میل تک کمزور ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا
ہوں تو کیا میں اپنی والدہ کے حق سے سبکدوش ہو گیا؟
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّہَا اَنْ تَکُوْنَ بِطَلْفَةٍ تیری پیدائش کے وقت تیری ماں نے دردوں
دا جِدَّة - اور تکلیفوں کے جہد و جھنگے اٹھائے ہیں شاید
یہ خدمت ان میں سے ایک جھنگے کا بدلہ ہو سکے۔ (۱)

(۳) ممان سوار بیٹا سوار مجی فرماتے ہیں کہ ان کے والد ماجد یہ واقعہ
بیان کرتے تھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خانہ کعبہ کا طواف کرتے
ہوئے ایک عینی شخص کے پاس پہنچے جو اپنی ماں کو اپنی پیٹھ پر سوار کئے
ہوئے تھا۔ حضرت ابن عمر سے عرض کرنے لگا کہ میں اپنی ماں کا فرمانبردار
اندھ ہوں، میں نے شفقت و رحمت سے اس کے لئے اپنے بازو جھکا رکھے
ہیں اور اس نے پچھنے میں مجھے جتنا ڈھویا ہے اس سے زیادہ میں ڈھو چکا
ہوں۔ تو کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟
حضرت ابن عمر نے فرمایا:

لا۔ وَرَبُّهُ رَحِيمٌ نہیں۔ بلکہ تیری پیدائش کے وقت تکلیف

(۱) فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۵، ۱۰۷ نصف اول۔ بحوالہ اوسط طبرانی

(۲) الدعوة الاصلاحیہ ص ۱۸۱۔ شیخ محمد بن علوی الدامکی (دام ظلہ)

کی شدت کے باعث اس نے بار بار خود رو
بھری سانس لی ہے ان میں سے ایک سانس
کا بھی حق تولے ادا نہیں کیا۔

اس واقعہ میں عینی شخص نے ماں کو ڈھونے میں وہ صبر آزما اور جانکاه
مشقت نہیں اٹھائی ہے جس کا حضرت بریدہ دالی روایت میں تذکرہ ہے،
اس لئے وہاں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ شاید درد
کے ایک جھنگے کا بدلہ ہو سکے، اور یہاں حضرت ابن عمر نے سب سے اسکی
بھی نفی فرمادی۔ اور نیچے والے واقعہ میں اس نفی کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔

(۴) بطور بھی ماں کی راحت رسانی ایک شخص نے حضرت عمر بن
خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

دریافت کیا کہ میری ماں بہت بوڑھی ہو چکی ہیں میں اپنی پیٹھ پر سوار کر کے
انھیں ضروریات کیلئے باہر لایا، لے جایا کرتا ہوں، تو کیا میں نے ان کا حق
ادا کر دیا؟ حضرت عمر نے فرمایا نہیں۔ اس لئے کہ وہ تیرے ساتھ ہی سب
کچھ اس جذبے کے ساتھ کیا کرتی تھی کہ وہ تیرے زندہ رہنے کی آرزو مند تھی
اور تو یہ سب کچھ ضرور کرتا ہے مگر اس سے جدائی کا آرزو مند ہے۔ (۱)

(۵) دلپذیر حکایت ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے
سات حج کرائے، ساتویں حج پر خیال آیا کہ

(۱) اصلاح المجتمع ص ۲۲۔

شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے سردی سخت تھی، تو بچہ تھا، ماں کے پاس سو رہا تھا تو نے پاخانہ کر دیا، تیری ماں نے اٹھ کر بستر دھویا، غریبی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا اسی گیلے بستر پر کڑا کے کی سردی میں لیٹ گئی اور تجھ کو رات بھر اپنے سینے پر ٹٹائے رکھا۔ تو کہتا ہے حق ادا ہو گیا۔ اے نادان! ابھی تو اس ایک رات کا بھی حق ادا نہ کر سکا۔ (۱)

(۶) سَعَادَتِمْ بِطِيَا ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی، اے اللہ کے رسول میں تو اپنی والدہ کے نان، نفقہ کا انتظام کرتا ہوں اور وہ مجھے اپنی زبان سے تکلیف دیتی رہتی ہیں۔ تو میں کیا کروں؟ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ حَقًّا، فَوَاللَّهِ لَوَقَّعْتُ تَمَّ ابْنِ مَاں کا حق ادا کرتے رہو، خدا کی قسم اگر وہ لَحْمًا مَا أَدَيْتُ رُبَّمَا حَقًّا تیرا گوشت مجھے کاٹ لے (اور تم جیسی خوشی اسے أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ بَرْدِشْت کرو) تو تم نے اس کا پیارا نہ بھی حق ادا اَتَدَامِ الْأَمْعَاتِ؟ (۲) نہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے؟

وہ صاحب یسن کر بول اٹھے وَاللَّهِ لَا أَقُولُ لَهَا شَيْئًا خُدا کی قسم اب تو میں

۱۔ اسی حکایت حدیث چارم ص ۲۰۴ بحوالہ تعلیم الاخلاق ص ۲۶۹ (۲) درۃ انہامین ص ۲۶۹

اپنی ماں کو کچھ بھی نہ کہوں گا، پھر وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم چوم کر عرض کیا کہ اے امی جان! اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے۔

ارشادات نبوی اور واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی ماں باپ کا حق اتنا عظیم ہے کہ انسان ان کے لئے ہمیشہ فرش راہ بنارہے تو بھی ان کا حق ادا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے حبیب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کثیر موقعوں پر بڑے مجموعوں میں، چھوٹی محفلوں میں، خلوتوں اور جلو توں میں طرح طرح سے ماں باپ کی عزت، خدمت اور اطاعت کی غیبت دلائی ہے بلکہ بڑے بلیغ پیرائے میں اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے خلاف ان کے ساتھ بدسلوکی، ان کی نافرمانی و ایذا رسانی سے باز رہنے کے لئے سخت فرامین صادر کئے ہیں اور مختلف طریقوں سے ڈرایا ہے۔ یونہی قرآن عزیز میں بھی ان دونوں باتوں پر بڑا زور دیا گیا ہے ہم ذیل میں دونوں طرح کی آیتوں اور حدیثوں کا نمونہ ترتیب وار پیش کرتے ہیں۔

ماں باپ کی عزت و خدمت کے تاکید کی احکام

(آیات)

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ بِمَنْزِلَةِ الْإِنْسَانِ كَرَامَةً بَابُكُمْ سَامَةً مَعْلَانِ
حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ فَاتَّكِفْ (احسان اور نیک سلوک) کا تاکید کی تم دیا

(۲۰۳) من عنکبوت ۱۹ - آیت ۶)
تو ان کا کہنا نہ ماننا۔

(ج ۲۱ - من لقمان ۳۱ - آية ۱۰) - ماں باپ کا ساتھ دو ۔

۱۱۰. خود از تفسیر قرآن العرفان برداشته کمتر ایمان، زیرا آیه که میگوید: «وَنُفِثَ فِي عَصَاهُ أَلْفَ دَاجٍ»

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

(شفقت و رحمت سے) یا لا۔

ان آیات میں پورے ادب و احترام کے ساتھ ماں باپ کی فرمانبرداری کیلئے
فرضِ راہ بنے رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور ان کی کسی بھی بات پر "اُف"
تک کہنے سے منع فرمادیا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بیٹے کے اس لفظ سے ان
کے دل پر کچھ ٹھیس پہنچ جائے۔ تکلیف وہ باتوں میں اس سے زیادہ کم
تکلیف والی کوئی بات نہیں ہے اگر کوئی بات اس سے بھی کم تکلیف والی

ہوتی تو خدا کے پاک اس سے بھی منع فرمادیتا ہے
 خدا کے بعد بھیجی ہوشت قرم ماں باب کا لوگو
 زبان سے اُن ذکرنا لاکھ ہواں سے گلوگو
 جبرک کو تم نہ باتیں ان بزرگوں کبھی کرنا
 ہمیشہ باادب رہنا ان کو تم دیکھی کرنا
 جھکا دو اپنا بازوئے اطاعت سامنے انکے
 سراپا ہو جنت ہی محبت سامنے انکے
 وعاماں کو کران پرسم فرما تو خدا ندا
 انھوں نے جس طرح بچپن میں مجھ پرسم فرمایا
 (احکامِ دین)

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، پروردگار عالم کے نزدیک کون سا کام زیادہ محبوب
 و پسندیدہ ہے؟

قَالَ: الْفَلَاةُ عَلَى وَجْهِكَ ارشاد فرمایا نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا۔

میں نے عرض کی پھر کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟
 قَالَ: ثُمَّ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک۔
 میں نے دریافت کیا اس کے بعد کس عمل کو یہ فضیلت حاصل ہے؟

قَالَ: ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

اس حدیث پاک میں دین کے تین ایسے اہم ترین امور کی بجا آوری
 کی ترغیب دی گئی ہے جو اپنی اپنی نوعیت کی طاعتوں کی بنیاد و اساس

(۱) بخاری شریف ص ۷۶ ج ۱ باب فضل الصلوٰۃ و تسبیحہ۔ ایضاً ص ۲۹ ج ۱ باب فضل الجہاد۔

مسلم شریف ص ۱۲ ج ۱ باب بیان کون الایمان باللہ قلل الفضل الاعمال۔

ہیں جو ان کا لحاظ نہ کرے گا وہ ان کے سوا دوسری طاعتوں کے لحاظ میں
 بدرجہ اولیٰ تباہ و آوارہ رہے گا۔

اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ نماز ایمان کے بعد ساری عبادتوں میں سب
 سے افضل و بزرگ عبادت ہے، اس کا مقام تمام عبادتوں میں سب سے زیادہ اونچا
 ہے تو جو شخص نماز کو ہی ضائع کر دے گا وہ دوسری عبادتوں کو ضرور ضائع کرے گا۔

انسانی رشتوں میں ماں باپ کا حق سب سے عظیم ہے جو ان کے ساتھ اچھا سلوک

نہ کرے گا وہ دوسرے رشتوں کا کیا احترام کرے گا، کفار دین اسلام کے سب

سے بڑے دشمن ہیں جو ان کے ساتھ جہاد کرنے سے باز رہے گا وہ دین کے

چھوٹے دشمنوں مثلاً فاسق و فجار سے کیونکر جہاد (بایکٹ) کرے گا۔ اس لئے

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جواب میں ایسے امور کی تعلیم فرمائی

کہ ان کی حفاظت کرنے والا دوسرے امور سے بھی غافل نہ رہے۔ (۱)

آپ کے جواب کے یہ سادہ جملے گو بہت ہی مختصر ہیں مگر اتنے جامع،

بامعنی اور حکمت سے لبریز ہیں کہ عقل اسے سوچ کر دنگ رہ جاتی ہے،

بلکہ شبہ ایسا کلام خاص ہے صاحب جامع کلم، "معلم حکمت، حضور النور

ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جن کی شان یہ ہے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے نصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(۱) فتح بخاری عن الطبری ص ۴۴ ج ۲ دار الفکر۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے جیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ماں باپ کا اطاعت شمار و خدمت گزار کوئی بھی فرزند جب ان کی طرف رحمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نگاہ کے بدلے میں "حج مبرور" (مقبول) کا ثواب لکھتا ہے۔

یہ بشارت بظاہر بہت ہی حیرت انگیز و تعجب خیز ہے اسلئے ہمارے بزرگوار نے پوچھا کہ :

وَإِنْ نَحْنُ كُلُّهُ يَوْمَ مِائَةِ
مَرَّةٍ؟ قَالَ نَعَمْ، اللَّهُ أَكْبَرُ
دَاهِيَيْكَ - (۱)

یا رسول اللہ اگرچہ ہر روز توبہ کر دیکھے ؟
اپنے فرمایا ہاں۔ اگرچہ روزانہ توبہ کر دیکھے۔
اللہ تعالیٰ بڑا پاک اور بہت بڑا ہے۔

اس حدیث پاک میں ماں باپ کو وہ "کعبہ توجہ" بتایا گیا ہے جس کی زیارت حج کا اصل مقصود ہے، یہی زیارت "خلوص اطاعت" کے ساتھ جب حج مبرور کا ہم پلہ ہو جاتی ہے تو اطاعت کیش کو ہر ہر نگاہ کے بدلے توبوں کے بے بہا خزانے سے نوازا جاتا ہے۔ خیر قلیل پر اجر جزیل دینا خدا کے قدر کی شان کبریائی و قدوسی کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے اس لئے وہ قادر مطلق اگر وہ بارگاہ حج مبرور کا ثواب صرف نگاہ رحمت کے عوض میں عطا فرما دے تو اس میں تعجب یا حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔

کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

(۳) حضرت ابوذر داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص

نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میری ماں مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہی ہیں تو میں اسے طلاق دوں یا نہیں ؟ حضرت ابوذر داؤد نے کہا میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے۔

الْوَالِدُ أَوْ سَطْرُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ
بَابُ جَنَّةٍ كُلُّ سَبِّ دُرُوزٍ فِي بَيْتِهَا
فِي أَنْ شِئْتُ نَحْفَظُ عَلَى
الْبَابِ، أَوْ ضَيْعٌ - (۱)

باب جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا
دروازہ ہے اب تم چاہو تو اس دروازے
کی حفاظت کرو، یا اسے گنوار۔

• دروازے سے مراد جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے اور "اوسط" یا "بیچ" سے مراد عمدہ و بہتر ہے کہ بیچ کی چیز عمدہ ہی ہوا کرتی ہے تو ارشاد نبوت کا مطلب یہ ہوا کہ جو نیک کام جنت میں لیجانے کا ذریعہ ہیں ان میں عمدہ و بہتر ذریعہ ماں باپ کی خوشنودی اور رضا جوئی ہے تو اے مخاطب تجھے اختیار ہے کہ بیوی کو طلاق دے کر ماں کو خوش کر لو اور باغ جنت کے حقدار ہو جاؤ، یا بیوی کیلئے ماں کو ناراض کر کے جنت کو اپنے ہاتھوں سے گنوار اور نامراد ہو جاؤ۔ (۲)

(۳) مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ بیٹے پر ماں باپ کا کیا حق ہے ؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۲۰/۴ باب البیروالفضلۃ بعوالہ ترمذی وابن ماجہ

(۲) ماخوذ از اشعۃ المبعات ص ۱۰۵ ج ۴ باب مذکور۔

هَذَا جَنَّاتُ وَنَارُكَ (۱) یہ دون تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی

صلہ جنت بھی تیری ہے یہیں، دوزخ بھی یہیں ہے
اللَّهُ أَكْبَرُ! کتنا بلیغ جواب ہے کہ دو لفظوں میں ماں باپ کے
سارے حقوق کی طرف رہنمائی بھی فرما دی، اس کی جزا و سزا سے بھی آگاہ
نہر مادی اور ساتھ ہی ان کی عزت و خدمت کے لئے ایسی رنجت دلائی کہ جس
کے لئے تکتوب کھینچنے چلے جاتے ہیں اور بدسلوکی پر ایسی وحید فرمائی کہ جس کی
ہیبت سے پتھر کے دل بھی لرز اٹھیں۔ فرمان نبوی کا مطلب یہ ہے کہ والدین
تیری جنت ہیں لہذا اس کے حصول کے لئے تم ان کے ساتھ جو کچھ بھی نیکی کر سکتے
ہو کرو، تم ان کے حق میں رحم و کرم اور بخیر و انکساری کے ایسے پیکر بن جاؤ کہ ان کی
ہر جائز خواہش کی راہ میں نہچتے چلے جاؤ، اور خبردار کبھی بھی اپنے کردار، گفتار
یا حرکات و سکنات سے ان کی دل آزاری نہ کرنا، ورنہ یہی ہستیاں تمہارے
لئے جہنم کا بھڑکتا ہوا شعلہ اور آگ کا دھمکتا ہوا انگارہ ہوں گی۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا لِلَّهِ فِي
وَالَّذِيهِ أَصْبَحَ كَيْ بَابَانِ
مَقْشُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ
جس نے اس حال میں صبح کی کردہ ماں باپ کا حق
ادا کرنے کے سلسلے میں اللہ عزوجل کا فرمانبردار
ہوے تو اس کیلئے صبح کو ہی جنت کے دروازے

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱ باب مذکور، بحوالہ ابن ماجہ۔

وَرَنْ كَانَتْ وَاحِدًا فَوَاحِدًا۔ کھل جاتے ہیں، اور اگر ماں باپ سے کوئی

(۱) ایک ہی زندہ ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھلتا ہے
اس حدیث پاک میں اپنے والدین کے اطاعت شعار کیلئے دنیا میں ہی
جنت کی بشارت ہے۔

(۶) حضرت معاویہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے
والد حضرت جابر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں نے جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ کیا ہے
اور آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سرکار نے پوچھا کیا تیری ماں
زندہ ہے؟ عرض کیا ہاں!

قَالَ: فَكُنَّا مَعَهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ
عِنْدَ بَابِهَا۔ (۲)
اگلے کر جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔

”قدم کے نیچے“ ہونا یہ فی الواقع بیسے کا حال ہے، جنت کی طرف
اس کی اسناد مجازاً اس لئے کر دی گئی ہے کہ بیٹا اگر ماں کے فرمان کی بجا آوری
کیلئے اس کے قدموں کے نیچے بچھا رہے، عاجزی و نیاز مندی کے ساتھ اسکی
خدمت کرے تو وہ ضرور جنت کا حقدار ہوگا۔ (۳)

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱ باب البر والصلۃ، بحوالہ شعب الایمان، بیہقی۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱ باب البر والصلۃ، بحوالہ مسند احمد، شعب الایمان، بیہقی۔

(۳) ماخوذ از اشعة النعمات ص ۳۷ مکتبہ نورانیہ رضویہ، سکس پاکستان۔

اِصْجَعْ إِلَيْهِمَا فَاسْتَاذِنَهُمَا
فَإِنْ أذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ
وَالْأَكْبَرُ هُمَا - (۲)

پہلے ان سے جا کر اجازت مانگو۔ اگر وہ
اجازت دیں تو جہاد کرو، ورنہ انکی خدمت
و اطاعت میں لگے رہو۔

(٢) ابن ادرث شريف ٢٢٢: ٢٢٣ باب في الرجل يغزو والبالا كارهان - كتاب الجهاد -

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

در تلمذی شریف ص ۴۲۱ باب الجهاد باذن الوالدین وغیره۔

طَاعَةُ اللَّهِ طَاعَةً الْوَالِدِ
بَابُ الْطَاعَةِ وَالْعِزِّ وَجَلَّ الْطَاعَةُ
مَعْصِيَةُ اللَّهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ
ہے اور باپ کی نافرمانی خدا کے پاک
نافرمانی ہے۔ (۱)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَضِيَ النَّبِيُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ
وَسَخَطُ النَّبِيِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ
پروردگار عالم کی خوشنودی باپ کی خوشنودی
میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی
ناراضگی میں ہے۔ (۲)

۔ یہی حال ماں کی خوشنودی و ناراضگی کا بھی ہے بلکہ اس کی خوشی و ناخوشی
بدرجہ اولیٰ خدا کے پاک کی خوشی و ناخوشی کا باعث ہے کہ ماں کا حق بیٹے پر
باپ سے بھی زیادہ ہے۔ یہاں خاص طور پر باب کا ہی ذکر غالباً اسلئے
ہے کہ عدالتِ نبوی میں جو معاملہ پیش ہوا تھا اس کا تعلق براہِ راست باپ
اور بیٹے سے ہی تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی کہ وہ عبادت و ریاضت میں بہت زیادہ

(۱) تائیف رضیہ ص ۵۸ ج ۱۰ نصف اول بحوالہ طبرانی۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱ باب البر والصلۃ بحوالہ ترمذی شریف، ایضاً صحیح ابن حبان ص ۱۵۱ ج ۲
الملکۃ الاشرفیہ پاکستان آخر خط البغوی فی شرح السنۃ صحیحہ المحاکم ۱/۵۱، ۵۲ و بخاری فی الاذیہ المفرد

منہمک رہتا ہے، رات بھر جاگ کر عبادت کرتا ہے اور دن بھر زور سے
رکھتا ہے (مطلب یہ ہے کہ وہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہونے کی وجہ
سے میری راحت اور میرے آرام و چین کے لئے کم ہی کوئی کام کرتا ہے)
اس موقع پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ (۱)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کوئی ہزار عبادت کرے، ذکر الہی میں مشغول
رہے، دل کی دنیا کو خشتِ الہی و خوفِ خداوندی سے معمور رکھے مگر وہ جب تک
اپنے ماں باپ کو ان کی خدمت و فرمانبرداری کر کے راضی نہ کرے گا خدا اس سے
کبھی راضی نہ ہو گا کہ خدا کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں اور خدا کی طاعت
ماں باپ کی طاعت میں ہے یہی وجہ ہے کہ معلمِ اخلاق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے حضرت عبداللہ جیسے صائم النہار و عابد شب زندہ دار بزرگ کو وہ ہدایت فرمائی،
جس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ اے عبداللہ! خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو اس کی
عبادت کے ساتھ ساتھ باپ کی خدمت و رضا جوئی بھی کرتے رہو۔
جھکا دو اپنا بازوئے اطاعت سامنے ان کے
سہرا پایا ہو محبت ہی محبت سامنے ان کے

(۱۲) رضاعی ماں اور سرکار کا ادب | ماں باپ کی عزت اور رضا جوئی
کے سلسلے میں اللہ کے حبیب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ہدایات پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ عمل کر کے بھی دنیا

(۱) اشعۃ اللمعات ص ۱۰۵ ج ۳ مکتبہ قدس رضویہ سکس پاکستان۔

کو دکھا دیا۔

مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر جعترانہ نام کی ایک شہور آبادی ہے۔ مسیح خنیں کے بعد سرکارِ رسولؐ روزِ تک وہیں قیام پذیر رہ کر مالِ غنیمت تقسیم فرماتے رہے اسی مقام کا ایک چشم دید واقعہ حضرت ابوالفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں "وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام جعترانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور سرکار کے قریب چلی گئیں آپ نے ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ تو میں نے حاضرین سے دریافت کیا، یہ خاتون کون ہیں؟

فَقَالُوا: أُمُّهُ الْكَافِرَةُ
آمُرُ حَضْرَتُہَا — (۲) یہ سرکار کی رضاعی ماں (حضرت حلیمہ سعیدہ) ہیں انھوں نے حضرت کو دودھ پلایا ہے۔

اللہ اکبر! جب رضاعی ماں کے اعزاز و توقیر اور ادب و احترام کا یہ حال ہے تو خاص اپنی ماں کے اعزاز و ادب و احترام کا کیا حال ہوگا۔
سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رضاعی ماں کی رضا جوئی و ولایت کیلئے جو بہترین نمونہ عمل قائم کیا ہے وہ رہی دنیا تک سارے انسانوں کیلئے رہنما عملِ راہ ہے۔

(۱) اشواق اللمعات ص ۳۰۰ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹرکستان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۲ فصل ثانی باب البر والفضل بحوالہ ابوداؤد شریف

ماں باپ کے ساتھ نیکی کا اچھا پھل

اب تک ہم نے جو کچھ نذرِ قارئین کیا ان سے یہ امر نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے کہ والدین کی خدمت و اطاعت کی راہ میں گویا اوقاتِ انسان کو بڑے صبر آزمائے اور اس سے گزرنا پڑتا ہے مگر یہ عارضی مشقت انسان کو باغِ جنت کی دائمی آسائشوں سے ہمکنار کر دیتی ہے اور دنیا میں ہی اسے جنت کا پروانہ عطا کر دیا جاتا ہے اب اسی کے ساتھ ہم یہاں یہ بھی واضح کریں گے کہ خدا نے پاک اس خدمت و اطاعت اور نیکی و بھلائی کے صلہ میں انسان کو اپنے فیضانِ کرم سے اتنا نواز دیا ہے کہ بسا اوقات وہاں تک عام آدمی کا دمِ گلن بھی نہیں پہنچ سکتا، اور دنیا و آخرت کی جو سب سے بڑی اور لازوال دولت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ رب العزت جل جلالہ کا "رضوان" ہے ہم احادیث اور واقعات و حقائق سے اس امر کی وضاحت کرتے ہیں۔

(۱) حضرت اویس قرنی کا مقام | ملکِ یمن کی ایک بستی قرن میں ایک عاشقِ رسولؐ تھے۔ جو اللہ

کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ہر آن بے تاب رہا کرتے تھے۔ ان کے دل میں بار بار یہ آرزو چلی کہ کاش کسی دن رحمتِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل ہو جائے، انھوں نے کئی بار
حاضری کا قصد بھی کیا مگر ان کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے کبھی ان کا
یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار و خدمتگزار
تھے جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے ان کی ماں رونے لگتیں، اور غمزہ ہو جاتیں
اس وجہ سے یہ ہر بار اپنا ارادہ بدل دیتے یہاں تک کہ سرکارِ دو جہاں
سیدائش و جاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس داریانی
سے دارِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے اور ان کی بے قرار نگاہوں کو رخ
زیبا کا ظاہری دیدار نہ حاصل ہو سکا۔ (۱)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس عاشقِ زار کے قلبِ نازک پر کتنا بڑا صدمہ
پہنچا ہو گا جو وصالِ حبیب کی تمنائیں زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑی بے قراری سے
گزار رہا ہو اور ایک پل کے لئے بھی اسے جمالِ حبیب کا جھلکنا نہ دیکھ سکا
نہ ہوا ہو، پھر اسی عالم میں اسے اس کے حبیب کی رحلت کی غمناک خبر پہنچادی
گئی ہو؟ ہے کوئی جو ماں باپ کی خدمت گزاری میں ایسی مبارک تمنائوں
کو قربان کر دے؟ سرکار کے شرفِ صحبت، بلکہ محض خواب کے شرفِ زیارت
سے مشرف ہونا اس کے امکان میں ہو اور پھر بھی شب و روز ماں باپ کی
رضا جوئی و دلہری میں لگا رہے؟ یہ شان ہے سید القادریں، افضل التابعین
حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنھوں نے اپنی بے سہارا ماں کی

(۱) ماخوذ از الذمہ (لاضلاحیہ) ص ۱۴۳۔ مثنیٰ محمد بن علوی مالکی۔

خدمت و رضا جوئی میں یہ سب کچھ قربان کر دیا۔ مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں
نہ گئی بلکہ اس کے صلہ میں خدا نے ذوالجلال نے انھیں ایسے فضل خاص
سے نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے کم ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا۔

إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدِي رَجُلٌ تَابِعِينَ فِي سَبْعَةِ أَفْضَلِ رِزْكَ شَخْصٍ
يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ
وَالِدَةٌ وَكَانَ يَبْهِيخُو
فَتَمَرُّوهُ فَلَيْسَتْ تَغْفِرَ لَكُمْ
(۱)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوسرے بیان میں یہ
اضافہ بھی ہے کہ:

كَانَ يَبْهِيخُو خَيْرَ أَهْلٍ
الْأَمْوَصِعِ دَرْهِيهِ، لَهُ
وَالِدَةٌ هُوَ يَبْهِيخُو لَوَاقِمٌ
عَلَى اللَّهِ أَبْسَرُ
(۲)

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵ باب ذکر الیمن و اشام و ذکر اویس القرنی۔ بحوالہ سلم شریف ج ۲ ص ۳۱۱

(۲) سلم شریف ص ۳۱۱ ج ۲ باب فغان اویس القرنی رضی اللہ عنہ۔

اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق کا ایک بیان یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے میرا نالے کر یا د فرمایا تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید حضور مجھے کہیں بھیجیں گے مگر آپ نے یہ فرمایا اے عمر! میری امت میں اویس قرنی نام کا ایک شخص ہے جب اس سے تیری ملاقات ہو تو اس سے میرا سلام کہو اور اس سے اپنے لئے دعا کرو کہ وہ پروردگار عالم کے نزدیک کریم و محبوب ہے اگر خدائے تعالیٰ پر کوئی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرما دے گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ڈھونڈا مگر ملاقات نہ ہو سکی، حضرت ابو بکر صدیق کے زمانے میں تلاش کیا۔ پھر انھیں تلاش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ملاقات ہوئی، میں نے کہا سرکار نے آپ کو سلام کہا ہے تو انھوں نے جواب دیا اَعَلٰی سَمِعُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَؑ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ سرکار ابدتہ قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے اپنا پیر بن بھی رکھ چھوڑا تھا جسے حضرت عمر فاروق و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مدت کے بعد ان کا پتہ لگا کر انھیں عطا کیا۔ (۶)

اللّٰهُمَّ اکْبِر! کتنا عظیم تھا وہ بندہ گننام و نیک نام جسے حبیب خدا نے اپنا سلام بھیجا۔ جسے محبوب کبریائے اپنے پیر بن سے نوازا۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات ص ۴۷، ج ۴ بحوالہ مجمع البحار مع سوطی و بحوالہ فوائد ابن القاسم بن جعفر خرقی و تاریخ خطیب وابن ماکر۔ (۲) سبکی حکایات ص ۱۳، ۱۴ ص ۱۳

جسے سرکار نے۔ خیر اتا بعین، کا درجہ بخشا۔ جسے حضرت فاروق اعظم جیسے مقبول خدا اور صاحب سلطوت فرمانروائے اسلام نے صرف ملاقات کی تمنا میں دس سال تک ڈھونڈا۔ اور ان سے دعا کی گزارش کی۔ جسے خدائے عجیب نے مستجاب الدعوات بنایا۔ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو یہ بیضار لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں یہ سب کچھ ماں کی خدمت کی برکت تھی جس نے ایک خستہ حال انسان کو عظمت و بزرگی کی بلند ترین چوٹی پر پہنچا دیا۔

(۲) تین مسافروں کی ایمان افزا کہانی | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت ہے کہ بھر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگلے زمانے کے تین شخص کہیں سفر میں جا رہے تھے سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور اس کے اندر داخل ہو گئے۔ اوپر سے پہاڑ کی ایک پٹان گری جس نے غار کا منہ بند کر دیا (انھیں سامنے موت کھڑی نظر آرہی تھی) انھوں نے آپس میں کہا کہ اب اس بلا سے نجات کی اسکے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے کہ تم نے اللہ کے لئے جو کچھ نیک کام کئے ہوں اس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

ایک نے کہا اے بار الہا! میرے ماں باپ بڑھے تھے (بکریوں کے دودھ پر ہی میرا اور میرے بچوں کی زندگی کا مدار تھا) میں جنگل سے

بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دودھ کر سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلا سنا۔
ان سے پہلے زبان بچوں کو دیتا، اور نہ ہی نوٹھی غلام کو۔ ایک دن کسی
چیز کی تلاش میں مجھے واپسی میں دیر ہو گئی اور رات میں جا نور دل کو لے کر
ایسے وقت گھر آیا کہ والدین سو چکے تھے، میں دودھ لے کر ان کی خدمت میں
آیا تو وہ سو رہے تھے یہ وہ وقت تھا کہ بچے میرے قدموں میں بھوک
سے چلا رہے تھے۔

فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا
وَمَا لَا دَرْ أَدْنَى رِوَايَةٍ أَكْرَهُ
أَنْ أَوْقِظَهُمَا، فَلَيْسْتُ
دَالِقًا عَلَى يَدَيَّ، أَنْتَظِرُ
اسْتِيقَظَهُمَا، حَتَّى يَبْرُقَ
الْفَجْرُ، فَاسْتَيْقَظَا، فَشَرِبَا
عَبْوَهُمَا۔

مگر میں نے یہ گوارہ نہ کیا کہ ماں باپ سے
پہلے بچوں کو سیراب کروں، اور یہ بھی گوارہ نہ کیا
کہ انھیں جگا کر ان کے آرام میں خلل ڈالوں،
دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ہوئے ان کے جاگنے
کا انتظار کرتا رہا، جبچہ روتے رہے اور رات
گزرتی رہی، یہاں تک کہ فجر نمودار ہوئی تو
ان کی آنکھ کھلی اور دودھ پیا۔

اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے، اگر میں نے یہ کام تری خوشنودی
کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹا دے، یہ دعا کرتے ہی چٹان کچھ سرک
گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں۔ اس کے بعد باقی دو مسافروں
نے اپنے اپنے نیک کام کے وسیلے سے دعا کی اور خدائے کریم نے انھیں اس
بلا سے نجات دیدی۔ (۱)

(۱) بخاری شریف ص ۳۰۱ باب ۱۰۱۱ ج ۱۰۱۱ باب ۱۰۱۱

غور فرمائیے! کہ جس وقت اُن غریب الوطن انسانوں کے اور مصیبت
کا سپار چٹان کی شکل میں ٹوٹ پڑا تھا، جہاں ان کا کوئی یار و مددگار اور
چارہ ساز و غمسار نہ تھا، بس بے کسی کا ایک عالم تھا جس میں ہر طرف مایوسی
کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، اور انھیں زندگی کا چراغ بجھتا ہوا دکھائی
دے رہا تھا۔ آخر اس وقت کس نے ان بے سہاروں کی ہستی گیری کی تھی،
اور کون ان بے بسوں کا فریاد سنا ہوا تھا؟

وہ ماں باپ کی خدمت کی برکت تھی جس نے اللہ کی رحمت بن کر ان کو
زندگی کی آس دلائی تھی، مایوسیوں کی تاریکیاں امیدوں کا چراغ جلایا
تھا، جس رقت ماں باپ کے ساتھ کی ہوئی نیکی کو وسیلہ بنا کر رب کائنات
کی بارگاہ میں پہنچے موت سے رہائی حاصل کرنے کی دعا کی گئی تھی اس وقت
اسی نے باب اجابت کو کھٹکھٹایا تھا، اور اسی نے سب سے پہلے رحمت الہی
کو جوش دلا کر بے بسوں کی فریادیں کی تھی اور اللہ کے فضل و کرم کو انکا چارہ ساز
و غمسار بنایا تھا۔ اگر اس سادہ تمنہ نیٹے نے پوری چٹان کے ہٹنے کی دعا
کی ہوتی تو ضرور پوری چٹان ہٹ جاتی مگر اس نے کچھ ہٹنے کی دعا کی تھی اسلئے
چٹان بھی کچھ ہی ہٹی ہے

تیرے مسکدہ میں کمی ہے کیا، جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے
جو ہوں پیسے والے تو آج بھی وہی بارہ ہے وہی جا ہے

نور جمال قوم الخفاف ص ۱۰۱ باب البیوع - مسلم شریف -

۳۔ گائے زالی، دام انمول
گائے کی تھی حسن و جمال کی پیکر،
مومن صورت، نور کی صورت،

صَفَرُ آوَهُ فَاتَّخَذَ لَهَا كَسْرًا
النَّظِيرِينَ
دل کا سرور، نگاہوں کا نور،

مُسْلِمَةً لَا شَيْئَةَ فِيهَا
بے عیب، بے داغ۔

اور اتنی باکرامت کہ اس کے ایک عضو بھی اسرائیل کے ایک مقول
کو مار گیا تو اس نے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دیا۔

فَقُلْنَا أَفَرَأَيْتُ إِنْ جَاءَ بِكَ
كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى
ہم نے فرمایا اس مقول کو اس کے گائے کے ایک
عضو سے مارو، اللہ یہ بھی مڑ دے
(س بقرہ آیہ ۷۳) جلائے گا۔

یہ گائے قوم بنی اسرائیل کے ایک نیک و صالح شخص کی تھی ان کا ایک
کسب بچہ تھا، ان کے پاس اس گائے کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہ تھا اسے
انھوں نے ایک جنگل میں چھوڑ دیا اور دعا کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَوْدَعْتُكَ
هَذِهِ الْعِجْلَةَ لِابْنِي حَتَّى
يَكْبُرَ
اے اللہ! میں اس بچھیا کو اپنے فرزند کے
لئے تیرے پاس امانت رکھا ہوں، جب یہ
بڑھو، بچھیا اس کے کام آئے۔

ان کا تو انتقال ہو گیا اور وہ بچھیا جنگل میں قدرت کی نچوانی میں بران
پر چھٹی رہی یہاں تک کہ جوان ہو گئی، ادھر یہ کسب بچہ بھی جوان ہو گیا یہ
ماں کا فرمانبردار و خدمت گزار تھا اس نے اپنے لئے رات کے تین حصے کر لئے تھے

ایک تہائی رات تک نماز پڑھتا، ایک تہائی رات آرام کرتا، اور ایک
تہائی رات اپنی ماں کے سر پر بیٹھ کر ان کی خدمت میں گزارتا۔ جب صبح
ہوتی باہر جا کر لکڑیاں جمع کرتا اور اسے بازار میں لے جا کر بیچتا، لکڑی جتنے
دام پر بھی فروخت ہوتی وہ اس کا ایک تہائی راہ خدا میں صدقہ کر دیتا،
ایک تہائی سے گھر کے خرچ چلاتا اور ایک تہائی اپنی ماں کی خدمت میں
نذر کر دیتا۔ ایک روز اس کی ماں نے کہا اے نور نظر! تیرے باپ
نے فلاں جنگل میں تیرے لئے ایک بچھیا چھوڑی تھی، وہ اب جوان ہو گئی ہے
تم جاؤ اور غرور سے دعا کرو کہ وہ تمہیں یہ گائے عطا فرمادے اس
کی نشانی یہ ہے کہ تم اسے دیکھو گے تو یہ گمان ہو گا کہ اس کی کھال سے سورج
کی کرن پھوٹ رہی ہے، لڑکے نے جنگل میں اس گائے کو دیکھا تو اسے اللہ
کی قسم دے کر بلایا، وہ حاضر ہو گئی، لڑکا اسے لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا تو
گائے اللہ عزوجل کے حکم سے گویا ہو گئی، اس نے کہا:

أَيُّهَا النَّسِيُّ الْبَارِبِ أَمِّهِ
أَرْكَبْنِي نَيْتَهُ أَهْوَنَ عَلَيْكَ
اے جوان اپنی ماں کے احسان مند اطاعت
شمار! تو مجھ پر سوار ہو جا، یہ تیرے لئے
بہت آسان ہے۔

تو جوان نے اس سے انکار کرتے ہوئے جواب دیا۔

إِنْ أُفْحِي نَفْسَ تَأْمُرْنِي بِذَلِكَ
تو گائے نے کہا:

وَاللَّهِ لَوْ سَأَلْتَنِي مَا كُنْتُ
خدا کی قسم اگر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو پھر کبھی

تَعْدِرُ عَلَيَّ أَبَدًا. خَانَطِقُ
كَانَكَ لَوْ أَمَرْتُ أَنْجَبَلُ
أَنْ يَنْقَلِعَ مِنْ أَصْلِهِ لَانْقَلَعَ
لِيَرْكَبَ بِأَمْرِكَ -

فرمانِ راز کی وجہ سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔

یہ جوان گائے کو لے کر اپنی والدہ کے پاس گیا تو والدہ نے کہا کہ تم ایک محتاج آدمی ہو، تمہارے پاس کوئی مال نہیں تم یہ گائے بازار میں لجا کر تین دینار میں بیچ دو لیکن دام ملے ہو جانے کے بعد پھر مجھ سے اجازت حاصل کر لینا۔ اس زمانے میں وہاں گائے کی قیمت تین ہی دینار تھی۔ یہ جوان گائے کو بازار میں لے کر آیا تو اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ کو خریدار کی صورت میں بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ یہ جوان اپنی والدہ کے حکم کا کس قدر احترام کرتا ہے۔ فرشتے نے اس گائے کی قیمت چھ دینار لگائی مگر اس شرط پر کہ جوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ رہے۔ جوان اس پر راضی نہ ہوا، اس نے کہا اگر تم گائے کے وزن برابر سونا دو گے تو بھی میں اسے اپنی ماں کی اجازت کے بغیر نہ لوں گا۔ پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کر یہ اقصہ سنایا۔ ماں نے چھ دینار میں بیچنے کی اجازت دیدی مگر اس بار بھی یہ شرط رکھی کہ سوا ملے ہو جائے تو ایک بار پھر میری مرضی معلوم کر لینا۔ یہ جوان بلازار گیا تو وہی فرشتہ اس وقت بھی آیا اور جوان سے اس کی ماں کا حکم جان لینے کے بعد کہا میں تمہیں اس گائے کی قیمت بارہ دینار دیتا ہوں مگر شرط

یہ ہے کہ تم اپنی ماں سے دوبارہ اجازت نہ لو۔ جوان نے اس بار بھی یہ شرط زمانی اور ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر مابرا سنایا وہ نیک بخت اپنی فرست ایمانی سے خریدار کو پہچان گئی اس نے کہا یہ خریدار آدمی کی شکل میں کوئی فرشتہ ہے۔ اس مرتبہ تم اس سے یہ پوچھو کہ آپ ہمیں اس گائے کے بیچنے کا حکم دیتے ہیں، یا نہیں؟ جوان نے فرشتے سے جا کر یہی بات پوچھی تو انھوں نے کہا اپنی ماں سے جا کر کہہ دو کہ اس گائے کو ابھی نہ بیچیں، بنی اسرائیل کے لوگ اسے خریدنے آئیں گے تو تم ان سے یہ گائے اس شرط پر بیچنا کہ وہ تمہیں اس کی کھال بھر کر سونا قیمت میں ادا کریں۔ بنی اسرائیل آئے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضامن بنا کر کھال بھر سونا کے عوض میں یہ گائے خرید لی۔ (۱)

اوس یمانی کا بیان ہے کہ ایک شخص کے چار لڑکے (۳) تباہ و موتی تھے۔ وہ بیمار ہوا تو ایک لڑکے نے اپنے بھائیوں سے کہا یا تو آپ حضرات والدہ ماجدہ کی تیمارداری کریں، یا میں کر دوں شرط یہ ہے کہ جو فیروز مند تیمارداری و علاج کے فرائض انجام دے اس کے لئے اباجان کی میراث میں کوئی حصہ نہ رہے گا۔ دوسرے بھائی اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو آخر اسی فرزند نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی (اس کے خیال میں

(۱) باب الادب فی معانی التذلل، المعروف بالتفسیر الخازن (تالیف الامام علاء الدین علی خازن

بغدادی، شافعی) ص ۳۰، ۳۱، ۱۱۶ المطبوعہ العامرہ۔

گویا باپ کی یہ خدمت اتنی بڑی دولت تھی کہ اس کے بعد پھر کسی اور دولت کی حاجت نہ تھی (خواب میں اسے بتایا گیا کہ تم فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے نواشریاں حاصل کر لو مگر ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنی بیوی سے اس کا تذکرہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ لے لیجئے مگر اس نے انکار کر دیا۔ دوسری رات اسے خواب میں کسی جگہ سے نواشریاں لینے کی لالچ دی گئی اور ساتھ ہی یہ بتا دیا گیا کہ اس میں بھی برکت نہیں ہے اتنے صبح بھی اسے بیوی نے لے لینے کا مشورہ دیا مگر اس نے اس دفعہ بھی بے برکت مال کی نحوست سے اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا، تیسری رات اسے خواب میں کہیں سے صرف ایک، مگر بابرکت دینار لینے کی رہنمائی کی گئی اس نے خوشی خوشی جا کر وہ دینار حاصل کر لیا اب اس کی برکت کا کرشمہ دیکھئے کہ واپسی میں اسے ایک شخص ملا جس کے پاس دو مچھلیاں تھیں، وہ انھیں ایک دینار میں بیچ رہا تھا اس نے اسی برکت والے دینار کے بدلے دونوں مچھلیاں خرید لیں، پھر لا کر ان کا پیٹ چاک کیا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہر مچھلی کے پیٹ میں ایک ایک، نایاب موتی، نکلا وہ ایک موتی لے کر بادشاہ کے سپاہیوں کو اس نے موتی کے بدلے اسے بہت زیادہ مال عطا کیا، بادشاہ نے کہا یہ موتی تنہا کوئی زیادہ بھلا نہیں معلوم ہوتا اس کا جوڑا بھی دیدو، میں تمہیں مالامال کر دوں گا، اس نے دوسرا موتی بھی بارگاہ سلطانی میں پیش کیا اور باپ کی خدمت کی برکت سے خوب مالامال ہو گیا۔

(تیلو بی ص ۲۵، ۲۴)

(۵)۔ پچھڑوں کے ملاپ کی عجیب و غریب داستان

بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا، اس کا ایک بیٹا تھا، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ خدا کی قسم کبھی نہ کھانا نہ بھوئی نہ پیجی، جب وہ مر گیا اور لوگوں کو اس کی وصیت کا حال معلوم ہوا تو بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ لڑکے کے پاس آئے اور ان میں سے ہر شخص یہ کہنے لگا کہ تیرے باپ کے ذمہ میرا اتنا قرض تھا، وہ ہر ایک کو اس کے کہنے کے مطابق رقم دیتا رہا یہاں تک کہ بیچارہ مظلوم ہو گیا، اور جب ایک کوڑی بھی اس کے پاس باقی نہ رہی تو اس نے اپنی بیوی اور دو بچوں کو ساتھ لے کر اپنا وطن چھوڑ دیا اور کشتی میں سوار ہو کر دریا کا سفر کرنے لگا، عجیب اتفاق کشتی ٹوٹ گئی اور یہ چاروں ستم رسیدہ علیحدہ علیحدہ نختوں پر بہنے لگے، باد مخالف نے ہر ایک کو دوسری سمت میں بھینک دیا، یہ ستم رسیدہ شخص جس نے لوگوں کے ظلم سے تنگ آ کر اپنا گھر بار چھوڑ دیا تھا ایک جزیرہ میں پہنچا جہاں دور دور تک کسی آدمی کا پتہ نہ تھا، یہ حیران تھا کہ کیا کرے اتنے میں غیب سے یہ ندا آئی کہ اے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے والے! تم فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے خزانہ نکال لو، یہ وہاں پہنچا تو اسے واقعی اس جگہ سے خزانہ مل گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے کچھ آدمی کہیں سے وہاں بھیج دیئے، اس نے ان کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا، اس کے اس نیک سلوک کی خبر قرب و جوار میں پھیل گئی اور اس کی مہمان نوازی و مہربانی

کی درود تک شہرت ہو گئی، اس کے باعث لوگ اطراف و جوانب سے اس کے پاس آنے لگے اور وہیں بستے گئے یہاں تک کہ وہ جزیرہ ایک بڑا شہر ہو گیا اور یہ شخص اس جزیرے کا حاکم بن گیا، خدا کی شان کہ جیسے اور آدمی اس کی خبریں سن سکو اس کے پاس آتے تھے ایسے ہی اس کا بڑا بیٹا بھی اس کی فیاضی کی خبر سن کر یہاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر حاکم جزیرہ سے ملاقات کی، حاکم نے اس کی بڑی آؤ بھگت اور خدمت کی اور اسے اپنے خاص لوگوں میں شامل کر لیا مگر ان سب کے باوجود ایک دوسرے سے ناواقف اور اپنے رشتے سے بے خبر ہی رہے۔

اسی طرح اس کے دوسرے بیٹے کو خبر ملی اور وہ بھی حاضر خدمت ہو کر اپنے بڑے بھائی کی طرح شرف خدمت سے بہرہ یاب ہوا، مگر ابھی تک ایک کا حال دوسرے سے پوشیدہ رہا۔

حاکم جزیرہ کی بیوی ایک تختہ پر بیٹے بیٹے کسی دوسرے جزیرہ میں پہنچ گئی تھی اسے ایک شخص نے اپنے گھر میں رکھ لیا تھا جب اس شخص کو بھی حاکم جزیرہ کی سخاوت کا علم ہوا تو وہ بھی اس عورت کو ساتھ لیکر اس کی طرف چل پڑا جب جزیرہ کے قریب پہنچا تو عورت کو کشتی میں چھوڑ دیا اور کچھ تحفے لے کر حاکم جزیرہ کے پاس پہنچا، حاکم نے اس کی خاطر و مدارات کے بعد کہا کہ رات میں یہیں رہو اس نے بتایا کہ میں ایک عورت کو کشتی میں چھوڑ کر آیا ہوں، حاکم نے کہا اس کی حفاظت کے لئے در آدمی وہاں بھیج دیتا ہوں، پھر انھیں دونوں بھائیوں کو حکم دیا کہ جاؤ

اور رات بھر اس کشتی کی حفاظت کرتے رہو، جب وہ دونوں کشتی کے پاس پہنچے تو آپس میں صلاح کرنے لگے کہ ہمیں اس عورت کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند آجائے، آؤ آپس میں کچھ باتیں کریں اور آج تک زمانہ کے حالات سے جس کو جو کچھ معلوم ہو بیان کرے تاکہ رات بسر ہو اور نیند نہ آئے۔ ایک نے پہلے اپنی ہی درو بھری سرگزشت سنانا شروع کر دی کہ ہم دو بھائی تھے دوسرے بھائی کا یہی نام تھا۔ جو تمہارا ہے، ہمارے والد ہمیں لے کر مع والدہ دریا کا سفر کرنے لگے خدا کی قدرت کشتی ٹوٹ گئی اور ہم سب ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئے! خدا جانے کون کہاں پہنچا ہے۔ جب دوسرے نے یہ قصہ سنا تو پوچھا تمہارا باپ کا کیا نام تھا؟ اس نے بتایا کہ فلاں نام ہے! پوچھا اور تمہاری ماں کا کیا نام ہے؟ اس نے ماں کا نام بھی بتا دیا، یہ سن کر اسے تاب نہ رہی اور روئے ہوئے دوڑ کر اس سے لپٹ گیا اور بھرائی ہوئی آوازیں کہنے لگا کہ کعبہ کی قسم! تو تو میرا بھائی ہے۔ وہ عورت جو کشتی میں بیٹھی تھی اور وہ درحقیقت ان کی ماں تھی۔ دونوں کی باتیں سن رہی تھی جب صبح ہوئی اور وہ شخص کشتی پر آیا تو عورت کو نہایت غمگین پایا، یہ دیکھ کر اسے شک ہوا کہ شاید ان دونوں پہرے داروں نے کوئی سترت کی ہے اس لئے وہ غصہ میں اُٹے پاؤں پھر حاکم کے پاس پہنچا اور شکایت کی۔ حاکم نے دونوں پہرے داروں کو بلوایا اور ساتھ ہی اس عورت کو بھی طلب کیا۔ عورت سے پوچھا کہ بتاؤ تم کو ان سے کیا شکایت ہے؟ وہ بولی! جناب ان دونوں سے کہنے کہ یہ رات میں

جو تہہ سنا رہے تھے پھر دہرائیں، انہوں نے وہی قصہ پھر سنایا۔ حاکم جزیرہ نے یہ سنا تو بے اختیار اپنے تخت سے اٹھا اور ان دونوں کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا۔

اَسْتَمَاذَ اللّٰہِ وَکَلَدِیْ خدایا قسم تم دونوں میرے ہی بیٹے ہو۔

اور عورت بھی بے اختیار پکار اٹھی۔

وَ اَنَا وَاللّٰہُ اُمَّمٌ اَدْرِیْں خدایا قسم ان دونوں کی ماں ہوں! یہ ہے باپ کی فرمانبرداری کی برکت، کہ گداے بے نوا کو عظیم فرماں روا بنا دیا۔

(۹) موتی کا پیرا سر اگنید | اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان وزمین کے بیچ کی نغمائیں سفر کرتے ہوئے کسی سمندر میں پہنچے، اس میں انہیں ایک خوفناک لہر نظر آئی۔ ہوا کو ٹھہرنے کا حکم دیا، وہ ٹھہر گئی تو ایک جن نے آپ کے حکم سے سمندریں غوطہ لگایا، اس نے سمندر کی گہرائی میں سفید موتی کا ایک گنبد دیکھا جس میں کہیں بھی کوئی سوراخ نہ تھا وہ اسے نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لایا، آپ کو اس پر تعجب ہوا، پھر آپ کی دعا سے گنبد کا دروازہ کھلا تو اندر کا منظر دیکھ کر آپ ہی تعجب تھا۔ دیکھا کہ اس میں ایک جوان

(۱۱) یہی حکایات ص ۲۹۳ (الفلاطین نعت کے ساتھ) حصہ چہارم باب برالوالدین بخوار
ترجمہ المباس ص ۱۲۸۳۔

سجدہ میں پڑا ہوا عبادت خداوندی میں مصروف ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرشتہ ہیں یا جن، یا انسان، یا اور کوئی مخلوق؟ انہوں نے عرض کیا میں انسان ہوں! تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا اگر آپ کو یہ بزرگی کس عمل کی بنا پر ملی ہے؟ وہ بولے ماں باپ کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وجہ سے خدائے پاک نے مجھے یہ مقام عطا کیا ہے۔ میری ماں بوڑھی تھیں، ان کی ضروریات کے لئے میں انہیں اپنی پیٹھ پر سوار کر کے لایا، لے جایا کرتا تھا اور وہ میرے لئے یہ دعا سر مایا کرتی تھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَسْزُقْہُ الْقَنَاعَۃَ اے اللہ میرے عزیز کو قناعت سے نواز دے،
وَ اجْعَلْ مَکَانَہُ بَعْدَ وَفَاقِیْ فی اور میری وفات کے بعد سے ایسی جگہ عطا فرما
مَوْضِعَ لَا فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ جو زمین میں ہو، نہ آسمان میں۔

والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد میں ایک روز سمندر کے کنارے ٹہل رہا تھا، میں نے اس میں موتی کا یہی گنبد دیکھا تو اس کے قریب چلا گیا، وہاں جاتے ہی دروازہ خود سے کھل گیا میں اس کے اندر داخل ہوا تو حکم الہی سے وہ فوراً ہی بند ہو گیا۔ پھر مجھے نہیں معلوم کہ میں نغمائیں مطلق ہوں یا زمین میں ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ اسی کے اندر رزق عطا کرتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ روزی کیسے بھیجتا ہے؟ اس جوان نے بتایا کہ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ایک پھلدار درخت لگا دیتا ہے اور جب پیاس کا احساس ہوتا ہے تو اسی گنبد سے

ایک چشم پھوٹ پڑتا ہے جس کا پانی درود سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا۔ آپ کو اس کے اندر رات دن کا پتہ کیسے چلتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا جب صبح نمودار ہوتی ہے گنبد روشن ہو جاتا ہے اور دن ڈوبتے ہی تاریکی پھیلنے لگتی ہے اس سے مجھے دن رات کے آنے جانے کا علم ہوتا رہتا ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ گنبد بند ہو گیا اس حال میں کہ وہ جوان اسی کے اندر سجدہ میں سر رکھے ہوئے ذکر الہی میں مشغول تھے۔ (۱)

(۲) حضرت موسیٰ کا رفیق جنت | ایک بار اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔

إِلٰهِي أَسْأَلُكَ جَلِيسِي فِي الْجَنَّةِ
اے مالکِ دہلی! تو دنیا میں ہی میرے رفیقِ جنت کی زیارت کرا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم فلاں شہر کے فلاں بازار میں چلے جاؤ وہاں ایک قصاب ہے جس کا چہرہ مہرہ اس طرح کا ہے وہی تیرا رفیقِ جنت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کی دوکان میں گئے اور وہیں شام تک رہے، دن ڈوبنے کے بعد قصاب گوشت کا ایک ٹکڑا تھیلے میں

لے کر چلا تو اس کی دعوت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے گھر تشریف لے گئے اس شخص نے عمدہ قسم کا گوشت پکایا پھر گھر کے اندر سے ایک تھیلہ نکالا اس میں ایک کمزور بڑھیا تھی وہ اتنی نحیف اور دُہلی تھی جیسے کبوتر کا جوازہ ہو، اس کو تھیلے سے نکال کر چچے سے کھانا کھلایا، وہ شکم سیر ہو گئی تو اس نے بڑھیا کے کپڑے دھوئے اسے سوکھا کر پہنایا، پھر تھیلے میں رکھ دیا۔ اب بڑھیا نے اپنے ہونٹ ہلائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وہ یہ دعا کہہ رہی تھی،
اللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِسْمِيْ جَلِيسٍ
اے اللہ میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ
موسیٰ فی الجنۃ۔
علیہ السلام کا ہمیشہ بنادے۔

پھر اس شخص نے بڑھیا کے تھیلے کو ایک کھبے میں لٹکا دیا۔ حضرت موسیٰ نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یہ میری ماں ہیں جو انتہائی لاغر و کمزور ہو چکی ہیں انھیں بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں۔

فَقَالَ مُوسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَكَ الْبَشَارَةُ اِنَّا مُوسٰی، وَاَنْتَ
جَلِيسِيْ فِي الْجَنَّةِ۔ (۱)
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو، میں موسیٰ ہوں، اور تو میرا رفیقِ جنت ہے۔

ان واقعات اور فرمودات نبوی سے صاف عیاں ہے کہ ماں باپ کی

خدمت و اطاعت کی برکت سے انسان کی دنیا کچھ اس طرح سے سنور جاتی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خدائے پاک ان کی اطاعت کے صلے میں یہ اعزاز عطا کرتا ہے کہ اسے مستجاب الدعوات بنا دیتا ہے، یہاں باپ کی بات کو رد نہیں کرتا تو خدائے پاک اس کی بھی بات کو رد نہیں ہونے دیتا اور عقی کی نعمتیں تو اس کے علاوہ ہیں۔

کون انسان ہوگا جسے اس خوش نصیبی اور نیک بخشی پر ناز نہ ہوگا؟

ہاں باپ کی نافرمانی کی سخت مُمانعت

(۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ آپ نے اسی سوال کو تین بار دہرایا۔ تاکہ آپ کے مخاطبین اور پھر قیامت تک کی امت مرحومہ کے ذہن و دماغ پر دنیا کے سب سے بڑے گناہ کی ہلاکت خیزی اچھی طرح نقش ہو جائے اور بندہ مسلم اس گناہ کے تصور سے کانپ اٹھے، صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَلِكْ بِاللّٰهِ، وَ عَفُوِّ
اَلْوَالِدَيْنِ الْخ (۱) اللہ غرضل کے ساتھ شرک کرنا، اہ باپ کو ستانا اور ان کا حکم نہ ماننا۔

اللہ اکبر! اندازہ لگایا آپ نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہولناکی کا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے شرک جیسے ظلم عظیم کے ساتھ ذکر کیا، اس سے صاف عیاں ہے کہ انسانی رشتوں میں ان بزرگوں کی نافرمانی اتنا بڑا گناہ ہے جو بعد و مہود کے رشتے میں معبود حقیقی کے سب سے بڑے گناہ

(۱) بخاری شریف ص ۱۳۲۲ باب ائیل فی شہادۃ الزور سلم شریف ص ۱۳۲۲ باب الکبائر و اکبرہا۔

.. شرک کے ہم دشمن ہے۔
(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُونٌ مَنْ عَنَى وَالِدَيْهِ لَمَنْ هُوَ جَوَابِي مَا بَابُ كُوسْتَايَ -
مَلْعُونٌ مَنْ عَنَى وَالِدَيْهِ لَمَنْ هُوَ جَوَابِي مَا بَابُ كُوسْتَايَ -
مَلْعُونٌ مَنْ عَنَى وَالِدَيْهِ (۱) رحمت سے دور ہے جو ان کی نافرمانی کرے
(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے پاک تین شخصوں
کے فرض و نفل کوئی عمل نہیں قبول فرماتا ان میں سرفہرست آپ نے ماں
باپ کے سامنے دلے کو شمار فرمایا۔ (۲)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا -
رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ اس کی ناک مٹی میں ملے، وہ ذلیل ہو،
رَغِمَ أَنْفُهُ - وہ خواہر سو ہو۔

(صحابہ خیرت میں پڑ گئے کہ وہ کون بہ نصیب ہے جس کے متعلق سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتنا غضبناک اور لرزہ خیز تہنید اختیار

(۱) تاجی رضویہ ص ۳۹ ج ۱۰ نصف اول بحوالہ طبرانی و ماکم

(۲) " ص ۵۸ ج ۱ - بحوالہ ابن ابی عامر فی السنۃ بسند حسن -

فرمایا ہے، آپ تو رحمت للعالمین ہیں، سارے عالم کیلئے سب پر احکم
و کرم ہیں، آپ نے اپنے اوپر حملہ کرنے والوں اور پیچروں سے رخصتی
کرنے والوں کو بھی دعا دی ہے اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا ہے
پھر یہ دل دہلا دینے والے کلمات کس مجرم کے متعلق صادر ہو رہے ہیں اسلئے
صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ ذلیل و خوار انسان کون ہے؟
تو سرکار علیہ التیمۃ و الثنار نے ارشاد فرمایا -

مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ يَدِهِ مَنْ هُوَ جَوَابِي مَا بَابُ كُوسْتَايَ -
الْبَصِيرَ أَحَدُهُمَا، أَوْ كِلَاهُمَا رَمَكَ كُوسْتَايَ مَنْ هُوَ جَوَابِي مَا بَابُ كُوسْتَايَ -
شَمَّ كَيْدُ حُلِّ الْجَنَّةِ (۱) میں داخل نہ ہوا۔

مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کا خد شکار جنت کا حقدار ہوتا ہے تو وہ شخص
یقیناً بڑا ہی بد نصیب ہے جس نے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا اور انکی خدمت
کر کے جنت نہ کمالی کسی نے اسی حدیث کی ترجمانی اس طرح کی ہے

اک دن رسول پاک نے اصحاب میں یہ لفظ
دہرایا تین بار کہ ناک اس کی کٹ گئی
اصحاب نے کہا کہ وہ بد بخت کون ہے
تو قیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی
ارشاد یہ ہوا کہ وہ منکر زندہ نا خلف

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۱ فصل اول باب البر والصلو بحوالہ مسلم شریف ص ۱۲ ج ۲ باب البر والوالدین -

گھر جکے جنت آئی اور آکر پٹ گئی
ماں باپ کا بڑھاپے میں جسکو نہ ہو خیال

اس بد نصیب بیٹے کی قسمت اُلٹ گئی
(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کردہ
ماں باپ کا حق ادا کرنے کے سلسلے میں خدائے قہر کا نافرمان ہے تو اس کے
لئے صبح میں ہی جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر ماں باپ میں
سے کوئی ایک ہی زندہ ہو تو جہنم کا ایک ہی دروازہ کھلتا ہے۔ حاضرین بارگاہ
میں سے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ ماں باپ بیٹے پر ظلم کرتے ہوں؟
تو سزا کرنے فرمایا،

وَاِنْ ظَلَمَّاكَ، وَاِنْ ظَلَمَّاكَ، اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں، اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں،
وَاِنْ ظَلَمَّاكَ۔ (۱۱)

کران کے عظیم احسانات کے مقابل یہ ظلم کچھ بھی نہیں ہے یعنی اس ظلم
کی وجہ سے اولاد کے لئے رونا نہیں ہے کران کی نافرمانی کرے، یا ان سے
انتقام کے لئے آمادہ ہو جائے، اور ان سے حسن سلوک کا برتاؤ ترک کر دے
ہر حالت میں ان کی تعظیم و توقیر اولاد پر لازم ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

(۱۱) مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱ فصل ثالث باب البر والصلۃ بحوالہ شعب الایمان بیہقی

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماں باپ کو گالی
دینا گناہ کبیرہ ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بڑے گناہوں سے
بھی بڑا گناہ ہے) تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی شخص
اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے گا؟

یعنی انہیں اس پر تعجب ہوا کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالی کیسے دے گا۔
یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے
اس قدر منجھ گئے تھے کہ والدین کے گالی دینے کی بات ان کے فہم سے بالاتر
تھی۔ اس لئے انہوں نے حیرت میں ڈوب کر پوچھا کہ اے اللہ کے
رسول! کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ (تو سرور کائنات
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں) (اسکی صورت یہ ہے کہ)

يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاہُ ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ
وَيَسُبُّ اُمَّہُ فَيَسُبُّ اُمَّہُ اس کے باپ کو گالی دے وہ اس کی ماں کو
گالی دے تو وہ اسکی ماں کو گالی دے۔ (۱)

یعنی دوسروں سے اپنے ماں باپ کو گالی دلو انہی اپنے ماں
باپ کو گالی دینا ہے۔ لیکن اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ دوسرے سے

۵۰ بخاری شریف ص ۸۸۳ ج ۲ کتاب الادب باب لا یسب الرجل والدہ

(۱۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴ فصل اول باب البر والصلۃ بحوالہ بخاری شریف ص ۸۸۳ ج ۲۔

۵۱ مسلم شریف ص ۶۲۳ باب الکبائر وکبر ما۔

گالی دلو اناتو الگ بات ہے خود ہی انھیں گالی دی جاتی ہے اور ان کے ساتھ بد کلامی سے پیش آیا جاتا ہے۔

بہشت کی خوشبو سے محرومی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درج بالا حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ ماں باپ کو ستانے والا اور ان کا حکم نہ ماننے والا باغ جنت کی آسائشوں اور اس کی نعمتوں سے محروم رہے گا لیکن آپ کی ایک دوسری حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بد نصیب جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔

(۷) چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ کی دوری سے پہنچتی ہے مگر صدقہ کر کے احسان جتانے والا، ماں باپ کا مودمی و نافرمان، اور شراب کا عادی یہ تین طرح کے لوگ جنت کی یہ خوشبو نہ سونگہ سکیں گے (۱)۔

یہ اتنی بڑی محرومی ہے کہ اس پر یہ مجرمین جس قدر بھی تلم کریں کم ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی کا وبال

ماں باپ کی نافرمانی و ایذا رسانی کے باعث آخرت میں درزاگ عذاب کی جو سزا ملے گی نیز جنت اور خوشبوئے جنت سے محرومی کا جو طوق گردن میں پڑے گا وہ تو الگ ہے اس دار فانی میں بھی اس جرم کی سزا ملے گی اور یہ سزا بھی کچھ اسی انداز کی ہوگی جس انداز کا اس نے جرم کیا ہے۔

ہے دنیا جس کا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
ہنگوں کو یہ ہنگی رہے اور سستوں کو یہ سستی ہے

یاں ہر دم جھگڑے اٹھتے ہیں ہر آن عدالت سستی ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف و داد پرستی ہے

اس ہاتھ دیا اس ہاتھ لیا یہ سودا دست بدستی ہے

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللَّهُ

مِنْهَا مَا شَاءَ إِلَّا عُقُوبَ

النَّاسِ فِي مَا نَسُوا

يُعْجِلُ لِمَصَابِهِ فِي الْحَيَاةِ

تمام گناہوں میں اللہ تعالیٰ جسے چاہے

بخش دیتا ہے مگر ماں باپ کی

نافرمانی و ایذا رسانی کو نہیں بخشتا۔

وہ اس نافرمان کو زندہ گی میں ہی

قَبْلَ الْمَمَاتِ (۱) اس کی سزا دیدی تھی۔

بلکہ کچھ واقعات سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بیٹا بے تصور سی، اگر اس کی ادنیٰ کوتاہی یا غفلت کی وجہ سے ماں باپ ناراض ہو جائیں تو خدائے پاک بیٹے پر عقاب فرماتا ہے جیسا کہ ذیل کے کچھ واقعات سے اس کا احساس ناظرین کو ہوگا۔

(۱) حضرت جبرئیل کی عبرتناک کہانی | ایک دفعہ خبر صادق حضور

علیہ وسلم نے پہلی امت کے ایک مشہور بزرگ حضرت جبرئیل کا یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ عبادت گزار شخص تھے اپنے عبادت خانے میں ہی ذکر الہی و عبادت خداوندی میں مہمک رہا کرتے تھے ایک روز جب کہ وہ مصروف نماز تھے ان کی والدہ انھیں بلائے آئیں اور جبرئیل کہہ کر آواز دیا۔ یہ دل میں سوچنے لگے بار اہل! میری ماں ہے، اور میری نماز (میں کیا کروں، ماں کا کہنا مانوں یا نماز پڑھوں؟ کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے، آخر سوچ بچار کا ایک فیصلہ کیا، پھر نماز میں مشغول ہو گئے اور ماں (انتظار کر کے) چلی گئی، وہ دوسرے روز پھر انھیں بلائے آئی اور آواز دیا، اے جبرئیل! اگر آج بھی یہ وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگ گئے (اور ماں کی بات نہ سنی، ماں کو بیٹے کے اس برتاؤ سے بڑا رنج پہنچا) اس نے خدائے سبح کی بارگاہ میں

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۱ آخر باب البر والفضل، بحوالہ شعب الایمان بیہقی۔

یہ بددعا کر دی۔

اللَّهُمَّ لَا تُبَيِّتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ اے اللہ! جبرئیل جب تک کسی بڑی کا

اِلٰی وَجُوْا الْمَوْتِ اِلٰی مَنْذِرٌ لِّكَ اے وفات نہ دینا۔

بنی اسرائیل میں جبرئیل اور اس کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا، (اسی زمانے میں) ایک فاحشہ عورت (کرکسن و جمال میں کیتا ہونے کی وجہ سے) جس کے حسن کی عبادت بھی جاتی تھی جبرئیل کے سامنے (اپنے ناپاک ارادے سے) آئی (مگر)۔

(اسکے بھلائے دل نہ پہلا کچھ : راگیاں سخی التفات گئی)

جبرئیل نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو اسی عبادت خانے کے قریب کہیں رہتا تھا اس بے حیائے اے اپنے اوپر قابو دیا تو وہ اس کے ساتھ بیدی میں ملوث ہوا، یہ حاملہ ہو گئی جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ بچہ جبرئیل کا ہے (اب لوگوں نے آؤ دیکھا نہ سناؤ) اور آکر جبرئیل کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور اسے مارنے لگے۔ جبرئیل نے پوچھا تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا تم زنا کار ہو، فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے، جبرئیل نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اسے لے کر آئے۔ تو جبرئیل نے ان سے مہلت لے کر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آیا۔

فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ، وَقَالَ: اس کے پیٹ میں انگلی سے مارا، اور کہا

يَا غُلَامُ! مَنْ ابوكَ؟ قَالَ: اے بچہ! تم کس کے نطفے سے ہو؟

فَلَانُ الرَّاعِي - اس نے اسی چرواہے کا نام بتادیا۔

لوگ (جنت کی کرامت اور پاکبازی دیکھ کر) بے حد نادم ہوئے اور جُریج کو بوسہ دینے اور اس کی بزرگی سے فیض و برکت حاصل کرنے لگے، انھوں نے کہا ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ جریج نے کہا نہیں اسے پہلے کی طرح مٹی کا بنادو، تو انھوں نے ویسا ہی بنالیا۔ (۱)

حضرت جُریج نفلِ خلاۃ پڑھ رہے تھے وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہو سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف پہونچائی اور اس کے نتیجے میں انھیں ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کے جیسے تبارک اللہ نیا کے لئے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا۔

یہاں پر سزا کی تعیین قدرت نے نہیں کی ہے بلکہ خود ماں نے ہی اس کی تعیین کر دی تھی، پھر بھی عمل و جزا میں یک گونہ مناسبت ضرور پائی جاتی ہے۔ انھوں نے تھوڑی دیر نماز موقوف کر کے ماں کا منہ دیکھنا پسند نہ کیا تو اس کے بدلے میں انھیں مجبور ہو کر نماز بھی موقوف کرنا پڑی اور ایک بد ذات ناحشہ کا منہ بھی دیکھنا پڑا۔ انھوں نے اپنی ماں کے ساتھ کچھ اس انداز کا سلوک کیا تھا جسے وہ اس غریب کے فرزند نہیں ہیں اور اسی بات سے اس کے آبگینہ دل کو ٹھیس پہونچی تھی تو اسی جنس کے عتاب سے

(۱) مسلم شریف ص ۳۴ ج ۲ باب تعزیم الزوال الدین علی الطلوع بالصلوۃ وغیرہ۔

ان کے بھی آبگینہ دل کو ٹھیس پہونچائی گئی۔

بھائیو! حضرت جُریج بلاشبہ اللہ کے ولی تھے اور خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت و رضا جوئی کے لئے انھوں نے معمولی سی نافرمانی کی تھی مگر قدرت نے انھیں بھی معاف نہ کیا بلکہ دنیا میں ہی ان پر عتاب فرمایا۔ تو ماں و شما جیسے سیدہ کار، خطا شمار اپنے مال و اہل و عیال کے لئے ماں باپ کو بڑی سے بڑی اذیت دے کر بہت رو جبار مولیٰ کے غضب و عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہیں؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) عہد فاروقی کا دردناک واقعہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا

ایک روز اس کی ماں اپنے خرچہ کے لئے اس کے پاس کچھ مانگے آئی، اس کی بیوی نے کہا آپ کی ماں ہم سے ہر روز یونہی مانگ کر ہیں ممکن بنا دینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کر روتے ہوئے چلی گئی۔ اور بیٹے نے اسے کچھ نہ دیا۔ ایک دفعہ لڑکا تجارت کا مال لے کر کہیں سفر میں جا رہا تھا اسے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا، اور اسے راستے پر خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے، کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اٹھا کر اس کے گھر پہونچا دیا جب اس کے رشتے دار اسے دیکھنے آئے تو اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔

هَذَا جَزَائُ - خَلَوُ كُنْتُ
یہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا
اَعْطَيْتُ اُنَّیْ بِیَدِیْ دَرَهْمًا
ملی ہے اگر میں اپنے ہاتھ سے والدہ کو ایسا نہ

مَا قُطِعَتْ يَدِي، وَمَا سُلِبَ
مَارِي - بھی دے دیا ہوتا تو زیر ماتہ لانا جاتا،
اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔

پھر سوداگر کے پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا اے پیارے
بیٹے! تیرے ساتھ دشمنوں کے اس سلوک سے مجھے انوس ہے تو بیٹے نے
عرض کی اتنی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے
ہوا ہے، آپ مجھ سے خوش ہو جائیے۔

كَأَلَتْ يَا بَنِيَّ إِنِّي رَضِيتُ
عَنْكَ - ماں نے کہا اے پیارے بیٹے میں تجھ سے
خوش ہوں۔

جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے
کی طرح ہو گیا۔ (۱)

اللہ اکبر! ذرا قدرت کا انصاف دیکھئے کہ جیسا جرم ہے، قدرت
اسی انداز کی مجرم کو سزا بھی دے رہی ہے، بیٹے نے ماں دینے سے
بجلی کی تھی تو وہ ماں تباہ و برباد ہو گیا اور ہاتھ کو داد و دہش سے روکا
تھا تو وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ گردن سے ہاتھ سٹالینا، بجلی سے کناہ ہوتا
ہے تو کٹے ہوئے ہاتھ کو گردن میں لٹکا کر گویا یہ اعلان کیا گیا کہ دیکھ لو!
ماں باپ کے ساتھ بجلی کرنے کی سزا یہی ہے اب اسی کے ساتھ ساتھ ذرا
ماں کی خوشنودی کا کرشمہ بھی دیکھئے کہ ادھر ماں بیٹے سے راضی ہوتی ہے

(۱) درۃ الناصحین فی الوعظ والارشاد ص ۲۲ بحوالہ من عطفہ۔

اور ادھر تاد مطلق دوبارہ بیٹے کو ہاتھ سے نواز دیتا ہے۔

(۳) مَآں کی ید و عار کا حیرتناک اثر | ایک بزرگ نے مکہ معظمہ
جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی

ایک ماں تھیں جو ان کے مکہ جانے پر خوش نہ تھیں، یہ بزرگ منت و حاجت
کے باوجود انھیں راضی نہ کر سکے اور مکہ کے لئے روانہ ہو گئے ادھر ان کی
ماں نے بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کے ساتھ بددعا کی کہ پروردگار عالم! میرے
بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلا دیا ہے تو اس پر کوئی عذاب نازل
فرمادے۔

یہ بزرگ رات کے وقت ایک شہر میں پہنچے تو عبادت کیلئے مسجد
میں تشریف لے گئے، عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں
داخل ہوا، مالک مکان کو جب چور کے آنے کا علم ہوا تو وہ جلدی سے مسجد
کی طرف بھاگا، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چور مسجد کے دروازے کے
پاس آ کر غائب ہو گیا۔ لوگ یہ سمجھ کر کہ وہ مسجد میں ہی گیا ہے اندر چلے گئے
وہاں دیکھا کہ یہی بزرگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، انھیں پوچھا کہ حاکم شہر
کے پاس لے گئے۔ حاکم نے ان کے ہاتھ پیر کاٹے اور آنکھوں کے نکالنے
کا فرمان صادر کیا تو لوگوں نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے، آنکھیں نکال دیں
اور شہر میں اعلان کر دیا کہ یہ چور کی سزا ہے، ان بزرگ نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا ذَلِكُمْ - بَلْ قُولُوا
هَذَا أَجْرَاءُ مَنْ قَصَصَ - یہ مت کہو کہ یہ سزا ہے، بلکہ کہو کہ یہ ماں
کی مجازت کے بغیر طواف مکہ کا ارادہ کرنا ہے

طَوَّافَ مَلَكَةٍ بَلَا اِذْنَ اُمَمٍ - کی سزا ہے۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف ہوئے تو روئے لگے اور انھیں ان کے عبادت خانے کے پاس لا کر چھوڑ گئے۔ ان کا تو یہ حال ہے، ادھر ان کی ماں اسی عبادت خانے کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں۔

يَا مَاتَ ابْنُ اِبْنَتِي ابْنِي اے پروردگار! اگر تو نے میرے بیٹے کو بے بلا کر آئندہ اُڑائی حتیٰ پاس لوٹا دے تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔

ماں تو اندر یہ دعا مانگ رہی ہے اور بیٹا دروازے پر یہ صدا دے رہا ہے کہ میں ایک بھوکا مسافر ہوں، مجھے کھانا کھلائیے (زہیٹا کو معلوم کر اپنے ہی دروازے پر صدا دے رہا ہے، نہ ماں کو یہ کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے) ماں نے کہا دروازے کے پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں میں کیسے آؤں۔ ماں نے کہا ہاتھ بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک انھیں پہچان نہ سکی تھی اس نے کہا اگر سامنے آکر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہو جائیگی۔ یہ بولے آپ اس کا بھی اندیشہ نہ کریں میں نگاہوں سے محروم ہوں۔ تو ماں ایک روٹی اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور اسے کھلایا، پلا یا مگر پہچان نہ سکی البتہ مسافر نے پہچان لیا، اس نے اپنا چہرہ ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا:

اَنَا ابْنُكَ الْعَاصِي - اے میرا ماں! میں آپ کا نافرمان بیٹا ہوں اب ماں بھی پہچان گئی اور بیٹے کی یہ روح فرسا ازیت دیکھ کر سینے کے اندر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، وہ بلک اٹھی اور زبان کی راہ سے اس کے دل کی یہ صدا بلند ہوئی۔

يَا رَبِّ اِذَا كَانَتْ الْحَالَةُ اے پروردگار! جب حال اتنا برا ہو گیا گُذِرْكَ، فَاقْبَضُ سُوْحِي وَ تومیری اور میرے فرزند کی روح کو قبض فرما رُوْحَهُ حَتَّى لَا يَرَى النَّاسُ تاکہ لوگوں کے سامنے ہم رو سیاہ سَوَادٌ وَ جَهَنَّا۔ دشمنانہ نہ ہوں۔

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں بیٹے دونوں فوت ہو گئے (۱) یہاں بھی غور کرنے سے جرم و سزائیں کیسانیت کی وہی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے جو پہلے والے واقعہ میں سامنے آئی ہے۔ شاید یہ بزرگ گھر سے جاتے وقت چپکے سے نکل گئے تھے اس لئے ان کے دامن تقدس پر چوری کا یہ نماد اُبھار لگا۔ کوئی بھی سفر ہو راہ چلنے کے لئے پیروں کی ضرورت ہوتی ہے، راستے کو دیکھنے کے لئے آنکھوں کی حاجت پیش آتی ہے اور تو شہ راہ کے لئے ہاتھوں کو کام میں لانا پڑتا ہے۔ اب دیکھ لیجئے بیٹے نے ماں کا دل دکھا کر جو سفر کیا تھا اس میں اس کی آنکھوں نے بھی اپنا تعاون پیش کیا تھا، ہاتھوں نے بھی اسے

مرد پہنچائی تھی اور یہ تو پورے طور پر اس جرم میں شریک تھا ہذا پر بھی
کاٹے گئے، ہاتھ بھی کاٹے گئے اور آنکھیں بھی نکال کر باہر پھینک
دی گئیں۔ اور اسے یہ درس عبرت دیا گیا کہ دیکھ جن اعضاء کی رفاقت
میں تو نے ماں کو اپنی جدائی کی آگ میں جلایا تھا آج انہیں اعضاء کی
جدائی کی آگ تجھے جلا رہی ہے، تو نے ماں کو اپنا منہ دیکھنے سے محروم کرنا چاہا
تھا تو آج تو خود اپنی ماں کی زیارت سے محروم ہے۔ مگر قربان جائے ماں
کی خوشنوی کی برکتوں کے، کہ بیٹے نے ماں کے قدموں کو چوم کر اس کے جلتے
ہوئے دل کو ٹھنڈا کیا تو رحمت پروردگار نے اس کے دل سوختہ کو نسیم جنت
کے پرکھت جھونکوں سے ٹھنڈا کیا۔ ارشاد رسالت کے مطابق ماں کے قدموں
کے نیچے جنت ہو کر رہتی ہے۔ بیٹے نے ماں کے قدم چوم کر اپنے کو جنت
ابدی کا حقدار بنایا تھا تو اسے قدرت نے فوراً اپنے جوار قدس میں بلا کر
بہشت بریں کی شمیم دل آویز سے نوازا دیا کہ تمہیں ماں کا دل توڑنے کی سزا
نورانی ہے تو اس کا دل جوڑنے کی جزا بھی فوراً لے لو بسزائیں کچھ دیر کی تکلیف
اٹھائی ہے تو جزائیں بے شمار ابدی راحتوں سے سرفراز ہو جاؤ۔

(۳) بیٹا گدھا بن گیا | عطار بن سیار کا بیان ہے کہ کچھ مسافروں نے

ایک بیابان میں پڑاؤ ڈالا تو وہ رات بھر سلسل
گدھے کے چیخنے کی آواز سننے رہے اس کے باعث انہیں رات بھر نیند
نہیں آئی، صبح کے وقت وہ لوگ گدھے کو دیکھنے چلے تو ایک خیمے کے پاس
پہنچے اس میں ایک بڑھیا تھی، مسافروں نے اس سے پوچھا کہ ہم لوگ

رات بھر گدھے کے چیخنے سے جاگتے ہی رہ گئے اور ہمیں تیرے پاس
کوئی گدھا نہیں دیکھائی دیتا، بڑھیا نے کہا وہ گدھا، دراصل میرا بیٹا
ہے وہ مجھے گدھی کہہ کر پکارا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں نے خدائے تعالیٰ
سے دعا کی کہ پروردگار! تو اس نالائق کو گدھا ہی بنا دے، اس وارڈ نے
میری فریاد سن لی، اب یہ ہر رات صبح تک گدھے کی طرح جینا رہتا ہے۔
مسافروں نے کہا ہمیں اس کے پاس لے چلو تاکہ ہم بھی اسے اپنی آنکھوں
سے دیکھ لیں۔ بڑھیا انہیں اس کے پاس لے گئی وہ ایک قبر میں پڑا تھا،
اور اکی گردن گدھے کی طرح سے ہو گئی تھی۔ لاول دلاقۃ الا بائد (۱)

یہاں بھی قدرت نے مجرم کو اسی انداز کی سزا دی ہے جس انداز کا اس
نے جرم کیا تھا، وہ بے بس و ناتواں ماں کو الفاظ سے گدھی بنا تا تھا، تادرو توانا
مولیٰ نے اسے سچ مچ گدھا بنا دیا، اور ساتھ ہی دنیا کی عبرت کیلئے یہ ظاہر
کر دیا کہ دیکھ لو! ماں کو گدھی کہہ کر پکارنے والا آج خود گدھا بن کر رہا
ہے۔ جس لفظ کے تیشوں سے وہ ماں کو ستا رہا تھا آج اسی لفظ کا پیگر مجسم
اسکو ستا رہا ہے۔ وہ ماں کے لئے یہ ناپاک کلمہ زبان سے بکا کرتا تھا تو آج اسی
زبان کے ذریعہ خدائے قہار کے قہر و عذاب میں تڑپ رہا ہے۔

(۵) ایک بزرگ کالج مقبول نہ ہوا | حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ
ایک سال حج کے لئے تشریف

لے گئے، جب لوگ عزفات سے واپس ہوئے تو رات میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے آئے، ایک نے دوسرے سے پوچھا اس سال کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟ دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ سوائے احمد بن محمد بلخی کے سارے حاجیوں کا حج مقبول ہو گیا ہے، انھوں نے راستے بھر سفر کی مشقت برداشت کی اور نتیجہ محرومی رہا ہے۔

بیچارہ کسے کو شہ داز کوئے تو عمر دم

پس نیست در بجائے دیگر در ہر ہر بوم

حضرت مالک بیدار ہوئے مگر اسی فکر میں رات بھر اتھیں میندہ آئی، صبح تریکے وہ خراسان کے قافلے میں گئے اور حضرت احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈنے لگے وہ اسی جستجو میں پکڑ لگاتے ہوئے ایک بڑے خیمے کے پاس پہنچے۔ وہاں کا یہ عالم کہ خیمہ کا پردہ گرا ہوا ہے اور ایک خوبصورت جوان موٹا کپڑا پہنے، پیر میں بڑی، اور گردن میں محرومی کا طوق ڈالے کھڑے اس جوان کی نگاہ حضرت مالک پر پڑی تو اس نے آپ کو سلام کیا۔

وگفت: اے مالک آں جوانیکہ اور کہا اے مالک! جس جوان کے متعلق آپ در خواب دیدی کہ حج او مقبول نہ کردہ اند نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کا حج مقبول نہیں منم، وایں پلاس، دخل و بند نشان ہوا وہ میں ہی ہوں، اور یہ موٹا کپڑا طوق اور محرومی من ست۔

حضرت مالک کا بیان ہے کہ میں تو حیرت میں پڑ گیا، میں نے اس جوان سے کہا۔ اللہ اکبر! آپ ایسے روشن ضمیر اور صاف دل ہیں اور آپ کو کچھ نہیں

معلوم کہ محرومی آخر کس بنا پر ہے؟ جو ان نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ میرے والد مجھ سے ناخوش ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کے والد کہاں ہیں؟ بتایا اسی قافلے میں وہ بھی ہیں۔ میں نے کہا کسی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ آپ کے والد کے پاس جا کر سفارش کروں، ممکن ہے وہ آپ سے راضی ہو جائیں، انھوں نے ایک آدمی کے ساتھ مجھے اپنے والد کے پاس پہنچا دیا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عمدہ سا بٹان ہے، جس میں شانہ فرش نیچے ہوئے ہیں، اور ایک خوش کلام بڑھا شخص کرسی پر جاہ و جلال کے ساتھ بیٹھا ہے جس کے سامنے بہت سے لوگ صف باندھے کھڑے ہیں میں نے سامنے جا کر سلام کیا اور پوچھا کہ اے شیخ! کیا آپ کا کوئی لڑکا بھی ہے؟

گفت: آری ناخلف کہ من کہا ہاں، ایک نالائق لڑکا ہے میں اس ازوے راضی نیم۔ سے خوش نہیں ہوں۔

میں نے ان سے گزارش کی آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کی ایذا رسانی کو دل میں بٹھائے رکھے، آج تو ظلم کے بخشنے اور دشمنوں کے معاف کرنے کا دن ہے یہ بات کوئی بھلی نہیں لگتی کہ آپ اپنے فرزند کو عذاب میں مبتلا رکھیں۔ میں مالک دینار ہوں، رات میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے، آپ کو خدا اور رسول کا واسطہ! آپ اپنے فرزند کی غلطی کو نظر انداز کر کے اسے معاف فرمادیں۔

وہ بڑھایہ سن کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے شیخ! میں نے طے کر لیا تھا

کہ کبھی اس سے خوش نہ ہوں گا مگر آپ ایک بزرگ ہستی ہیں اور بڑے عظیم شفیق کا واسطہ لائے ہیں تو میں اسے معاف کرتا ہوں، میرا دل اس سے خوش ہے۔

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے مجبور جی سے ہم
حضرت مالک کہتے ہیں کہ میں نے بوڑھے کو دعا دی اور اس کا شکریہ ادا کیا،
پھر میں اس جوان کے خیمے کے پاس آیا تاکہ اسے باپ کی خوشنودی کی بشارت
دوں۔ یہاں آیا تو میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ جوان طوق اور بیڑی سے
آزاد ہے، موٹا کپڑا بدن سے الگ ہے اور پاکیزہ کپڑے زیب تن کئے ہوئے
ہے وہ خوش خوش خیمے سے باہر آیا اور کہنے لگا اے مالک اللہ تعالیٰ آپ کو
بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے میرے اور والد ماجد کے درمیان صلح کرادی
اور ان کی خوشنودی کی برکت سے میرا حج بھی مقبول ہو گیا۔ (۱)

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے ولی اور صاحب کشف
و کرامت بزرگ تھے مگر کسی وجہ سے ان کے والد ان سے ناراض تھے تو خدا نے
عفو و مغفور بھی ان سے ناراض ہو گیا اور دنیا والوں پر ظاہر کر دیا کہ دیکھ لو باپ
کو ناراض کرنے والا ولی اللہ بھی آج خدا کی ناراضگی کے عتاب میں مبتلا ہے۔
رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالکل سچ ارشاد فرمایا تھا کہ

(۱) اطلاق حسن از حسین و اعطاء کاشفی ص ۴۹ / باب سی و نہم در رعایت حقوق۔

اللہ تعالیٰ ماں باپ کے نافرمان کو اس کی ایذا رسانی کی سزا اس کی زندگی
میں مرنے سے پہلے ہی دے دیگا، دیکھ لیجئے یہ واقعات روز روشن کی طرح
اس کی صداقت کو واضح کر رہے ہیں اور ہمیں درس عبرت دے رہے ہیں
کہ تم ماں باپ کو جس جس طرح ستاؤ گے قدرت بھی تمہیں اسی طرح کے عذاب
سے ستائے گی حتیٰ کہ تم خدا کے ولی اور اس کے مقرب خاص بھی! تمہاری کسی
غفلت سے اگر ان کا دل دکھی ہو گیا تو تم پر بھی خدا عتاب ضرور فرمائے گا۔
نا فرمان بیٹے کا خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ

ماں باپ کے نافرمان کو دنیا میں
جو سب سے بڑی سزا ملے گی وہ یہ ہے کہ اسے مرنے وقت کھڑے پڑنا نصیب
نہ ہوگا جیسا کہ درج ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی اؤنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص
آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ ایک جوان موت و حیات کی کشمکش اور
جانمکنی کے حال میں ہے، اسے تعلقین کی گئی کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے
مگر نہ پڑھ سکا سرکار نے پوچھا کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ تو عرض کیا ہاں۔ پس کہ
رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو ساتھ ہی ہم لوگ بھی
کھڑے ہو گئے آپ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہو
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وہ بولے یہ کھڑے پڑھنے کی طاقت میری زبان میں نہیں، میں
اس سے عاجز ہوں۔ سرکار نے اس کی وجہ پوچھی، تو انھوں نے خود ہی بتایا

کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی نافرمانی کرتے تھے۔ تو سرکار نے پوچھا کیا انکی والدہ زندہ ہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا ہاں زندہ ہیں۔ تو آپ نے فوراً ان کی والدہ کو طلب کیا، وہ حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ وہ بولیں ہاں :

فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أُجِجَتْ نَارُ مَخْمَةٍ فَقِيلَ لَكَ إِنَّ شَفَعْتَ لَهُ حَلَيْنَا عَنْهُ، وَالْأَخَرُ فَتَاكَ بِهَذَا النَّارِ، أَكُنْتَ تَشْفَعِينَ لَهُ؟
تو آپ نے فرمایا بتاؤ اگر خوب زیادہ آگ بھڑکا دی جائے، اور تجھ سے کہا جائے کہ تم اس کیلئے سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسی آگ میں اسے جلا دالیں گے تو کیا تم اپنے بیٹے کی سفارش کرو گی؟

ماں بہر حال ماں ہوتی ہے، اس کا دل اپنی اولاد کے لئے رحم و کرم کا پیکر ہوتا ہے وہ بیٹے کی نافرمانی و ایذا رسانی تو برداشت کر سکتی ہے مگر اسے کبھی یہ گوارہ نہ ہوگا کہ اس کا لال اس کیلئے آگ کے دھکے ہوئے انگاروں میں جلایا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال کے یہ توڑے ہی اس خاتون نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ سمجھ گئیں کہ میرا بیٹا دنیا کی آگ میں نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ اذیت ناک جہنم کی آگ میں میری وجہ سے جلایا جائے گا (وہ فوراً پکار اٹھیں :

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا أُشْفِعَ اے اللہ کے رسول! اب تو میں سفارش کر رہی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر اللہ عزوجل کو اور

مجھے گواہ بناؤ کہ تم اس جوان سے خوش ہو وہ بولیں اے پروردگار میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے تحت جگہ سے راضی ہوں۔ پھر رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوان سے خطاب کر کے فرمایا **يَا هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**۔ انہوں نے اس دفعہ پورا کلمہ طیبہ پڑھ دیا تو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا سے دُعا بجلال کا شکر ادا کیا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَكَ مِنَ النَّارِ (۱) اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے اس جوان کو جہنم سے بچالیا۔

(۲) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور بعد سلام عرض کیا، اے اللہ کے رسول! حضرت عبداللہ بن سلام بستر مرگ پر آپ کا آخری دیدار کرنا چاہتے ہیں وہ اب دنیا سے کوچ کر رہے ہیں ہر کاریہ سننے ہی کھڑے ہو گئے۔ اور ہم سے فرمایا تم لوگ بھی کھڑے ہو جاؤ، چلو اپنے بھائی عبداللہ کی زیارت کر لیں یہ سب حضرات سرکار کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے اور سرکار نے حضرت عبداللہ کے سر ہانے جا کر فرمایا پڑھو **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** ان کے کان

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد دہم صفحہ نصف اول (اختصار کے ساتھ) بحوالہ احمد و طبرانی

لیضاً الدعوى الاصلاحية ص ۱۶۸ - ايضا اصلاح المجتبع ص ۲۱/۲۲

ملا آپ نے تین بار سہی کلمہ شہادت پڑھا، مگر وہ نہ پڑھ سکے تو آپ
سے حضرت بلال سے فرمایا تم ان کی بیوی سے جا کر پوچھو کہ دنیا میں ان کے
اعمال کیسے تھے، اور ان کا مشن کیا تھا؟ حضرت بلال ان کی اہلیہ کے
بہنہ لگے اور ان کے اعمال و اشیاء کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں
سے بتایا کہ رسول اللہ کے حق کی قسم! جب سے انھوں نے مجھ سے نکاح کیا میں
نہیں بانجی کہ سرکار علیہ التہیۃ والثناء کے پیچھے ان کی کوئی بھی نماز فوت ہوئی ہو
اور کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں انھوں نے کچھ صدقہ و خیرات نہ کیا ہو وہاں
ان کی ماں ان سے ناراض ہیں، رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
یہ اطلاع ملی تو آپ نے ان کی والدہ کو طلب فرمایا حضرت بلال نے ان کی والدہ
کے پاس جا کر سرکار کا پیغام دیا مگر وہ نہ آئیں پھر آپ نے حضرت عمر علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کو بھیجا یہ حضرات گئے اور تھوڑی دیر ان خاتون سے باہم گفت
و شنید کے بعد انھیں بارگاہ رسالت میں لائے، اس نے حضرت عبداللہ کو
دیکھ کر کہا اے بیٹے میں دنیا و آخرت میں کہیں بھی تجھ سے اپنا حق معاف نہ
کراؤں گی۔ سرکار نے فرمایا اے ضعیف! اللہ عزوجل سے ڈرو، اور اسے
معاف کر دو تو ضعیف نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اسے کیسے معاف کر دوں
اس نے اپنی بیوی کے لئے مجھے ستایا ہے، تکلیف دی ہے میری نافرمانی
کی ہے، مجھے گھر سے علیحدہ کیا ہے تو سرکار نے فرمایا اگر تم اسے معاف کر دو تو
میرے ذمہ ہے اس ضعیف کے لئے یہ بڑی ہی سعادت کی بات تھی اسلئے
وہ عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ! آپ اور آپ کے اصحاب گواہ رہیں کہ میں نے

اسے معاف کر دیا۔ اب سرکار نے حضرت عبداللہ سے فرمایا پڑھو: اَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ انھوں نے فوراً
بلند آواز سے یہ کلمہ شہادت پڑھ دیا اور اس کے ساتھ ہی ان کی روح پرواز
کر گئی۔ جب ہم لوگ ان کی نماز اور دفن سے فارغ ہوئے تو سرکار صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلَا مَنْ
كَانَتْ لَهُ وَالِدَةٌ لَمْ يَبْرَهَا
خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰ
غَيْرِ الشَّهَادَةِ - (۱)

اے مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص اپنی
والدہ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے گا اسے
دنیا سے کوچ کرتے وقت کلمہ شہادت
پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔

یہ واقعات انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ ایمان پر
خاتمہ نصیب نہ ہونا یہ اتنی بڑی سزا ہے کہ اللہ العظیم دنیا و آخرت میں اس
سے بڑی سزا کا تصور نہیں ہو سکتا کہ یہ آخرت کی بڑی سے بڑی سزا کا مدار ہے
اور جب ماں باپ کے نافرمان کو مرتے دم کلمہ پڑھنا نصیب نہ ہوگا تو اندیشہ
ہے کہ کہیں اس کا خاتمہ خراب نہ ہو جائے اور اس کی زندگی بھر کی ساری نیکیاں
صرف ایک جرم کی سزا میں کہیں برباد نہ ہو جائیں۔

ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے

اب تک ہم نے جو کچھ نذر قارئین کیا ان سے یہ امر اچھی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ انسانی رشتوں میں ماں باپ کا درجہ سب سے زیادہ بلند ہے اور ان کا حق بھی تمام رشتوں میں سب سے زیادہ ہے لیکن یہ سوال حل طلب رہ جاتا ہے کہ والدین میں سے بیٹے کے اوپر کس کا حق زیادہ ہے؟ قرآن عزیز نے اس بات کی طرف واضح اشارہ کیا ہے کہ باپ سے زیادہ بیٹے کے اوپر ماں کا حق ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِإِلَاحِهِ
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ
وَفِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ -
(لقمان ۳۱ - آیت ۱۴)

اور ہم نے آدمی کو اس کے باپ بارے میں
نیک سلوک کا تاکید حکم دیا، اسکی ماں نے
اسے کمزوری پر کمزوری پھیلے ہوئے پیٹ میں رکھا
اور اس کا درد وہ چھوٹا درد برس میں ہے۔
خزان العرفان میں ہے کہ عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری امکان اور
مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں۔ حمل خود ضعیف کرنے والا ہے، درد ذرا کمزوری
پر کمزوری ہے، بچہ جناس پر مزید شدت ہے، درد پلانا ان سب پر
زائد ہے۔ سورہ احقاف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ
اور ہم نے آدمی کو تاکید حکم دیا کہ اپنے ماں
باپ کے ساتھ بھلائی کرے، اسکی ماں نے

کُرْهًا وَوَضَعْتَهُ كُرْهًا
وَحَمَلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا
(احقاف ۴۹ - آیت ۱۵)

اسے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا، اور
تکلیف کے ساتھ جنا، اور اسے اٹھائے پھرنا
اور اس کا درد چھڑانا تیس ہینہ میں ہے۔
○ مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے
اللہ کے رسول! میرے نیک سلوک اور اچھی رفاقت کا سب سے زیادہ
حددار کون ہے؟

قَالَ : أُمُّكَ ، قَالَ : ثُمَّ
مَنْ ؟ قَالَ : أُمُّكَ ، قَالَ :
ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : أُمُّكَ -
سرکار نے فرمایا تیری ماں۔ انھوں نے پوچھا پھر
کون ہے؟ ارشاد ہوا تیری ماں۔ دریافت کیا
پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تیری ماں۔

انھوں نے اپنے سوال کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ایک بار اور عرض
کیا کہ اے اللہ کے رسول! اب کون زیادہ حددار ہے؟ تو سرکار نے چوتھی
دفعہ ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ۔ (۱)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے
رسول! عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا شوہر کا۔ میں نے پوچھا،

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ فصل اول باب البر والصلۃ بحوالہ بخاری شریف مسلم

شریف ص ۲۳۲ - باب بر الوالدین -

اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ ارشاد فرمایا، اسکی ماں کا۔ (۱)
 ○ پیغمبر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج میں احکام
 اور مواعظ پر مشتمل جویش بہا خطبہ دیا تھا وہ ساری کائنات کیلئے بڑی
 ہی اہمیت کا حامل ہے اس خطبے میں سب سے پہلے آپ نے ماں ہی کے
 حق کے متعلق ہدایت فرمائی تھی۔

چنانچہ حضرت ابوالامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جو اوداع
 میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

فَكَانَ اَوَّلُ مَا تَعَوَّذُ بِهِ : تو اپنے سب سے پہلے جو بات ارشاد فرمائی وہ یہ
 اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْهِدُكُمْ تَحِيَّ كَرَامَتِہٖ تَعَالٰی تہیں اپنی ماؤں کے ساتھ نیکی
 بِاَمَحَاتِكُمْ ۖ (۲)

تسلیٰ عزیز کی ان آیاتوں اور سرکار علیہ النعمۃ والثناء کی حدیثوں سے
 بڑے ہی واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے پر باپ کا حق اگرچہ عظیم ہے مگر
 ماں کا حق بیٹے پر اس سے بھی زیادہ عظیم ہے بلکہ کسی گنا زیادہ عظیم ہے اور یہ
 اس وجہ سے ہے کہ بچے کی تولید اور تربیت میں ماں جو مشقتیں اٹھاتی ہے وہ
 باپ کی مشقتوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔

نوٹ: ہمیں شک یہ امتا کی ماری بچے کا بار اٹھاتی ہے، اس کے پیٹ میں

(۱) فتاویٰ رضویہ، ص ۵۹، ۱۰۷، نصف اول بحوالہ بزار وحاکم بسند حسن

(۲) الدعویۃ الاصلاحیۃ، ص ۱۷۱ بحوالہ طبرانی شریف۔

اسی کے خون دل سے غذا پا کر حمل، مختلف مرحلوں سے گزرتے ہوئے
 احسن تقویم کا ایک ایسا پیکر جمیل بنتا ہے جس کا جواب کائنات خلقت
 میں نہیں ہے۔ اس زمانے میں اسے کیا کیا ازیتیں برداشت کرنی پڑتی
 ہیں، اور وہ کیسی کیسی کٹھنایوں کو زبان پر حرف شکایت لائے بغیر انگریز
 کر لیتی ہے کوئی اس کی زخمی روح سے پوچھے۔

جب ایک ایک دن گن کر نو مہینے کا یہ صبر آزما زمانہ کسی طرح گزر جاتا ہے
 تو اس کے بعد کی منزل تو اس بیماری کے لئے دنیا میں قیامت سے کم نہیں
 ہوتی، اس کے اوپر عجیب نفسی نفسی کا عالم ہوتا ہے وہاں اس کا حقیقت
 میں کوئی چارہ ساز و عملگار نہیں ہوتا، درد کے بیشمار جھٹکے لگتے ہیں
 اور ہر جھٹکا بڑا ہی جانکاہ اور روح فرسا ہوتا ہے، ہر پہل اس کے لئے
 موت کا پیغام ہوتا ہے اور ہر آن اس کی زندگی کی نبض ڈوبتی ہوئی معلوم
 ہوتی ہے، وہ ایک طرح اپنی عزیز جان کو تباہ کر دیتی ہے تب اس کے سامنے
 اسی کے جگر کا ایک ٹکڑا قدرت کی عجیب و غریب مناجاتی سے باغ آدم کا کھلتا
 ہوا پھول بن کر اس کو زینت بخشتا ہے۔

اب ماں اسے سوچتی ہے تو اس کی شیم شکار سے اس کے دل کی
 دنیا کا ایک ایک گوشہ کچھ اس طرح بخود اور مست ہو جاتا ہے کہ اب یہ اس
 پر اپنی جان بچھا رہی ہے، قدرت نے اس کے سینے میں آب حیات کے جو
 دھوئے ودیعت کئے ہیں اسی سے یہ اپنے اس ننھے پودے کو سیرینتی ہے
 اسے اپنا خون، پانی کر کے پلاتی ہے اور وہ بھی اس غذا کا لازماً جذبے کے ساتھ

کراس کے چین و سکون کے لئے یا اپنی ہر خواہش قربان اور اپنا ہر آرام تجہ دیتی ہے۔ یہ زمانہ بھی ماں کے لئے بڑی کلفتوں اور جہاں سوزیوں کا زمانہ ہوتا ہے کون سا دکھ ہے جو اپنے لال کی خاطر سہنے کیلئے وہ ہر گھڑی تیار نہ ہو اس کا دل تو شفقت اور لاڈ و پیار کا اتھاہ سا گر ہوتا ہے اسلئے وہ اپنے بچے کے ٹکڑے اور آنکھوں کے تارے کی خاطر بڑے بڑا دکھ اٹھا کر بھی خوش رہتی ہے اور اسی میں اپنے دل کی ٹھنڈک محسوس کرتی ہے یہ عجیب کلفت ہے جو بیک وقت کلفت بھی ہے اور راحت بھی بچے کے لئے ماں کے جذبہ ایثار کی تصویر ایک شاعر نے بڑے حسین انداز میں پیش کی ہے

رخصت ہو ادھ باپ سے لے کر خدا کا نام
راہ و فنا کی منزلِ اول ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام
دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام
آخر ہے کچھ بدستم و ظلم و جور بھی
ہم کو اُداس دیکھ کر غم ہو گا اور بھی
دل کو سنبھالتا ہوا آخر وہ خوش فصال
خاموش ماں کے پاس گیا صورتِ خیال
دیکھا تو ایک در میں ہے بیٹھی وہ مستہ حال
سکتے سا ہو گیا ہے، ہے شدتِ ملال
تن میں لہو کا نام نہیں زرد رنگ ہے

گویا بشر نہیں کوئی تصویرِ سنگ ہے
رو کر کہا خاموش کھڑے کیوں ہو میری جاں
میں جانتی ہوں جس لئے آئے ہو تم یہاں
سب کو خوشی یہی ہے تو بھرا کو ہو رواں
لیکن میں اپنے منہ سے ہرگز کہوں گی ہاں
کس طرح بن میں آنکھ کے تارے کو بھیج دوں
جوگی بنا کے راج دلارے کو بھیج دوں
ڈستانہ سانپ بن کے مجھے شوکت و حشم
تم میرے لال تھے مجھے کس سلطنت سے کم
میں خوش ہوں بچوں کو دے کوئی اس تختِ تاج کو
تم ہی نہیں تو آگ لگاؤں گی راج کو
غرضیکہ حمل کے ابتدائی مرحلوں سے لے کر بچے کے سنِ شہود کو پہنچنے
تک کا لمبا زمانہ ماں کے لئے بڑا ہی کر بناک، محکف و ادھر صبر آزما ہوتا ہے
اور وہ یہ سارا زمانہ ہنسی خوشی کے ساتھ اس طور پر گزار دیتی ہے کہ باپ اس کے
دکھ و دویں کہیں بھی اس کا شریک نہیں ہوتا، وہ یہ تمام تر تکلیفیں اور اذیتیں
تنہا اپنے بدن پر جھیلی ہے، پرورش کے زمانہ میں باپ اس کا ضرور کچھ ہاتھ
بٹاتا ہے لیکن دونوں کی مشقتوں میں کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ اسلئے اسلام
نے ساری انسانی برادری میں بیٹے پر سب سے زیادہ حقوق اس کو عطا کئے
اور باپ جیسی عظیم ہستی سے بھی اس کو گئی گنا زیادہ حق دیا کہ اس کی محنت

سب سے زیادہ ہے تو ترتیب بھی سب سے زیادہ اسی کا بلند رہے۔

علاوہ ازیں اسلام نے اپنے ماننے والوں کے اندر مساوات اور برابری کی جو روح پیونگی ہے اس کا تعاضا بھی یہ تھا کہ بیٹے پر ماں کا حق باپ سے زیادہ ہو اس لئے کہ شریعت محمدی نے عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے ایک مرد کو سب سے زیادہ حقوق عطا کئے ہیں اور اسے عورت کا سر تاج قرار دیا ہے تو عورت کو بھی کسی حیثیت سے یہ بلند مقام عطا ہونا چاہئے تھا۔ لہذا اس نے عورت کو ماں، ہونے کی حیثیت سے ایک مرد پر سب سے زیادہ حقوق عطا کر دیئے جو دنیا کے اندر اپنے وجود میں اپنی ماں کا ہی سب سے زیادہ ممنون اور احسانمند ہے۔

مع حق زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدمت کرنے میں ماں کو باپ پر ترجیح دے مشدقاً تو روپے ہیں اور ماں کو زیادہ دینے کی کوئی خاص وجہ نہیں تو باپ کو پچیس روپے دے اور ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو۔ یا دونوں سفر سے آئے ہیں تو پہلے ماں کے پیر دبائے، پھر باپ کے، علیٰ ہذا القیاس ودرجہ ہوتوں پر بھی خدمت میں ماں کا زیادہ لحاظ کرے، ہمارے عطاءئے کرام نے اس باب میں یہی تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے اور تنظیم باپ کی زیادہ ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آمر ہے لہذا اگر دونوں ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو باپ کے احترام کیلئے کھڑا ہو جائے۔

(ماغز انقاری رضویہ ص ۱۰/۵۹ ج ۱۰ نصف اول)

والدین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ

حسن سلوک کی اہمیت

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ صرف یہی نہیں ہے کہ خاص انہیں کی عزت و خدمت کی جائے اور محض انہیں کے ساتھ خوش اخلاقی خیر سگالی اور نرمی و تواضع کے ساتھ پیش آیا جائے، بلکہ ان کے دوستوں سے حسن و خوبی کے ساتھ دوستی بنانا، رشتہ رفاقت کو قائم رکھنا، ان سے اعزاز و اکرام اور نرمی و تواضع کے ساتھ پیش آنا، ان کی رضا جوئی و دلہی کرتے رہنا یہ سب کچھ بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی حسن سلوک ہے۔

ماں باپ کے ساتھ سب سے بڑی نیکی

نے اسے۔ أَبْرَأَ الْبَرِّ، کا بلند درجہ عطا کیا کہ یہ سب سے بڑی نیکی اور بہت بڑا احسان ہے، ملاحظہ ہو۔ ارشاد رسالت ہے۔

۱۱) اِنَّ اَبْرَأَ الْبَرِّ اَنْ يَصِلَ
الْبَجُلُ اَهْلَ دُوْدَائِهِ
پُر (خواہ وفات ہو چکی ہو، یا کہیں باہر
گیا ہو) اس کے دوستوں کے ساتھ احسان

.....

..... (۱) کہے اور ان سے رشتہ جوڑے رکھے۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِحْفَظْ وَدَائِمَكَ لَا تَقْطَعْهُ
باپکے اس دوست کی حفاظت کرو اور اسے کاٹ
فِيْطْنِيَّ اللَّهُ تَوَدَّكَ -

(۲) دود کہ اللہ تعالیٰ تیرا نور (قلب) بچھا دے گا۔

(۳) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ایک بہنوئی آسموڑ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کا یہ ارشاد سنا ہے۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي
قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ
جو شخص اپنے باپ کی قبر میں اسکے ساتھ اچھا ملو کہ
کرنا چاہے تو باپکے بعد اسکے دوستوں سے نیک
بَعْدُكَ -

اور میرے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے والد کے درمیان

(۱) صحیح ابن جہان ص ۱۵۳ ج ۲ سند احمد بن حنبل ص ۸۸ ج ۲۰ ایضاً ص ۱۱۱ ج ۲ ابوداؤد

فی الادب ترمذی باب اکرم حدیث الوالد - بخاری فی الادب المفرد -

(۲) فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۱۹ نفع اول بحوالہ ادب المفرد بخاری، اور سلطان بن شعیب الایمان بیہقی۔

دوستی تھی تو میں نے یہ پسند کیا کہ یہ رشتہ جوڑے رکھوں۔ (۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی نوع کا اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کو منظر کے راستے میں (بموقع حج) ایک دیہاتی آدمی ملا۔ آپ نے پہچان لیا کہ اس کے والد آپ کے پیر بزرگوار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے تو حضرت عبداللہ نے اس دیہاتی کو سلام کیا، اپنی سواری کے گدھے پر اسے سوار کیا، اور سرے تمام بھی اتار کر اسے دیدیا۔ حضرت ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اور نیک و صالح بنائے دیہاتی لوگ تو تھوڑے ہی پر خوش ہو جاتے ہیں (یعنی پھر آپ نے اتنا زیادہ اعزاز و اکرام کیوں کیا؟) تو انھوں نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَبَاهُ هَذَا كَانَ وَدَّ الْعُمَرَاءَ
بَيْنَ الْخَطَّابِ وَإِنِّي سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ ابْنَ الْبَيْتِ
صِلَةَ الْوَلَدِ أَهْلُ وَدَائِمِهِ -

ان صاحب کے باپ میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دوست تھے اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی اور سب سے اچھا ترادیر ہے کہ بیٹا اپنے باپکے دوستوں کے ساتھ نیکی و اچھا ترادیر کرے،

(۲)

(۱) صحیح ابن جہان ص ۱۵۳ ج ۲ ابوداؤد الحافظ ابن حجر فی المطالب العالیہ - برقم (۲۵۱۸)

من مسند ابی یسلی -

(۲) مسلم شریف ص ۲۳۱۲ باب فضل صلاتہ امہاتار الادب والام -

خالہ کے ساتھ نیکی کا درجہ | ایک واقعہ خود حضرت ابن عمر دوسرے شخص

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہے۔ وہ ہو گیا ہے تو کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے؟ سرکار نے پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ انہوں نے بتایا ہاں۔

قَالَ فَتَبَرَّحَا۔ (۱) تو سرکار نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک ہی تیرے لئے توبہ اور گناہ کا کفارہ ہے۔ یہ درجہ ہے ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھے سلوک کا۔ کہ وہ گناہوں کا کفارہ بھی ہے، اور سب سے بڑی نیکی بھی۔

کتنا بد نصیب ہے وہ شخص جو ایسے مبارک موقعے پائے اور اس عظیم نیکی سے محروم رہے۔ خدائے پاک سب کو اس محرومی سے بچائے۔ آمین

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۰ فصل ثانی باب البر والفضل۔ بحوالہ ترمذی شریف۔ و نحوہ فی صحیح ابن حبان ص ۱۵۵ ج ۲ و آخر ج ۲ ص ۱۴۶، و الترمذی فی البر (۱۹۰۵) صفحہ الاکم۔

ماں باپ کی وفات کے بعد ان کے ساتھ

حسن سلوک کے طریقے

اسلام کی تعلیمات میں جہاں بار بار یہ تاکید فرماں سنایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کی خوشنودی کے لئے یوں فرماں راہ بن جاؤ کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ، اور ان کی آرزوں کا ہر غمچہ تمہاری نیکیوں کی شادمانیوں سے آباد و شاداب رہے، وہیں دوسری طرف یہ درس بھی دیا گیا ہے کہ وہ دنیا سے کوچ کر جائیں تو ان کی برزخ کی زندگی میں بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو اور ہمیشہ ان کی راحت و دل سستی اور خوشنودی کے کام کرتے رہو۔ احادیث نبویہ میں بعد وفات ان کے ساتھ نیکی حسن سلوک کے بہت سے طریقوں کی تعلیم دی گئی۔ یہاں ان کا ایک مختصر سا انتخاب ملاحظہ ہو۔

وللصالح بنو | عالم برزخ میں ماں باپ کے ساتھ ایک بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ اولاد صالح و نیکو کار بنے کہ یہ ان کے چین آرام

اور خوشنودی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ورنہ عجب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر صادق کے مطابق اولاد کی نیکیوں سے قبرستان ان کا چہرہ سترتوں سے دکنے لگتا ہے اور دل کا ہیما نہ خوشیوں سے لرزتا ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوت ہے :

بندوں کے اعمال، درشنہ اور جمعرات کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، اور جمعہ کے دن انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

فَيَقْرَأُونَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَيَتَذَكَّرُونَ
وَجُودَهُمْ بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِسْرَافًا
فَاتَّقُوا اللَّهَ، وَلَا تُشْذِبُوا
مَوْتَكُمْ۔ (۱)

علاوہ ازیں اولاد صالح، ماں باپ کی وہ کشتِ عمل ہیں جس کا پھل انھیں قبر کی بے آب و گیاہ وادی میں بھی ہمیشہ ملا کرتا ہے تو یہ جتنی نیکیاں کریں گے ماں باپ کو ویسے ہی انوارِ اقامت کے تازہ بتازہ، اور نورِ نوبھل بھی ملتے رہیں گے۔ ارشادِ نبوت ہے :

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال (کے ثواب) کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے (کتاب نہ اس کا عمل ہے، نہ ثواب) ہاں تین اعمال باقی رہتے ہیں (جن کا ثواب اسے برابر ملتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ، علمِ دین جس سے قائمہ اٹھایا جائے۔ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوكَ يَانِيكَ بَيْتًا، بیٹی جو اس کیلئے دعا کرتے رہیں۔ (۲)

(۱) تفسیرِ قصصہ، صفحہ ۱۰۳، نصف ازل بحوالہ نوادر الاصول امام حکیم ترمذی۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ص ۳۲ کتاب العلم بحوالہ مسلم شریف۔

علامہ ابن ملک فرماتے ہیں کہ دعا کا ذکر تو اولاد کو اس۔ فعل خیر۔ پر اکرانے کے لئے کیا گیا ہے ورنہ کہا جاتا ہے کہ نیک اولاد اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرے یا نہ کرے بہر حال اس کے عمل کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملتا رہے گا جیسے کسی نے درخت لگایا، تو اس کے پھل کھانے والے کا ثواب اسے ہر حال میں ملے گا چاہے کھانے والا اس کے حق میں دعا کرے یا نہ کرے۔ (۱)

تین نیکیوں پر عظیم سعادت کا مژدہ | حدیث پاک میں
(۲-۳) خاص طور سے تین

ایسی نیکیوں کا ذکر ملتا ہے کہ ان کی بجا آوری پر انسان کو ایک بہت ہی بڑی سعادت کا مژدہ دیا گیا ہے۔ ارشادِ نبوت ہے ۔

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم پوری کرے (مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں کام کرے گا، یا فلاں سے نہ ملے گا، یا فلاں جگہ نہ جائے گا اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اس کے مطابق عمل کرے) اور ان کا قرض ادا کرے، اور کسی کے ماں باپ کو بُرا کہے کہ انھیں بُرا نہ کہلوائے وہ ماں باپ کا اطاعت شعار و نیکو کار رکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں ان کا نام فرمان تھا کُتِبَ بَارًا، وَإِنْ كَانَ عَاقِبًا۔ (۲)

(۱) مرقاة المفاتیح ص ۲۲۱ ج ۱

(۲) تفسیرِ رضویہ ص ۱۴۴ جلد دوم، نصف اول بحوالہ اسطرطانی۔

ارشاد نبوت کا یہ آخری جلو گو بڑا ہی مختصر اور سادہ ہے مگر حقیقت میں "ولد عاق" کے لئے دنیا و آخرت میں نجات و فلاح کا بیٹام ہے، رضوان الہی سے سرفرازی کی بشارت ہے، اور جنت ابدی کے استحقاق کا فردہ جائفرا ہے۔

یہ مہربان مولیٰ کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس نے محرموں کو اپنی رحمت سے مستفیض ہونے کا مبارک موقعہ عنایت فرمایا۔

(۵) صدقہ و خیرات | ماں باپ کے لئے صدقہ و خیرات بھی ان کے ساتھ حسن سلوک ہے کہ اس کا ثواب انھیں ملتا رہتا ہے۔ ارشاد نبوت ہے۔

جب تم میں سے کوئی شخص کچھ صدقہ و خیرات کرے تو اسے اپنے (موم) ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انھیں ملے گا، اور اس کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (۱۱)

(۱۶) زیارت قبور و دعائے خیر | ہر جمعہ کو ان بزرگوں کی قبروں کی زیارت و ایصال ثواب کرے، احادیثِ کریمہ میں ان امور کی ترغیب یوں دی گئی:
○ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ہر جمعہ کو ماں باپ

(۱۱) قناری رضویہ ص ۱۹ جلد دوم، نصف اول بحوالہ اوسط طبرانی وابن عساکر۔

دونوں، یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ بخش دیا جائیگا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ (۱)

○ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں دس پڑھے تو دس شریف میں جتنے حروف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ (۲)

○ سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آدمی جب ماں باپ کیلئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے (۳)
دعا مانگو کہ ان پر رحم فرما تو خداوند انھوں نے جس طرح بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴ باب زیارۃ القبر۔ بحوالہ شعب الایمان بیہقی

(۲) قناری رضویہ ص ۱۹ ج ۱۰ نصف اول بحوالہ ابن عدی وریلی وغیرہ

(۳) ص ۱۰ ج ۱۰ بحوالہ مسند العزیزی۔

حقوق والدین بعد انتقال (ایک نظر میں)

① سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز و تکفین و نماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سُنن و مستحبات کی رعایت، جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وسعت کی امید ہو۔

② ان کے لئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا، اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

③ صدقہ و خیرات و اعمالِ صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا۔ حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا، بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

④ ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا کرنے میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کے قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں، قریبوں بھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

⑤ ان پر کوئی فرض رہ گیا ہو تو بعد قدرت اس کی ادا میں سعی بجا لانا،

جنگ نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرنا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، وکلی نہ لایا ہو ہر طرح ان کی برأتِ ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

⑥ انہوں نے جو وصیت جائزہ، شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا۔ اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگرچہ اپنے اوپر بار ہو۔ مثلاً وہ نصف جائیداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تنہا مال سے زیادہ میں بے اجازت و ارشاد نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔ ⑦ ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا۔ مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا، یا فلاں سے نہ ملے گا، یا فلاں کام کرے گا، تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ نہیں تو ان کی قسم کا خیال نہیں، بلکہ اس کا دیسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی زندگی میں رہتا، جب تک کوئی حرج شرعی ماننے نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

⑧ ہر جمہ کو ان کی زیارتِ قبر کے لئے جانا، وہاں سورہ یس شریف ایسی آواز سے کہہ سنیں، پڑھنا، اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

⑨ ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

⑩ ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

کبھی کسی کے اس باپ کو برا کہہ کر انہیں بُرا نہ کہلوانا۔

سب میں سخت تر، دعام تر و دمام تر یہی حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا دکھاتا رہتا ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ صدق اپنے حبیب و رحیم علیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے۔ گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ تاد رہے اور ہم عاجز و غنی ہے، ہم محتاج۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۲ ج ۱۰)

ارشاد حضور حافظِ بِلَّتْ عَلَیْكَ الْحَمْدُ وَالرَّحْمٰنُ

”میاں! جائز تو، تو سب کی مانتا ہے، اگر والدین کی بھی صرف جائز بات ہی تم نے مانی تو والدین کو کیا مانا؟“

ان کی تو زیادتی بھی اگر تمہاری نظر میں ہو تو ماننا چاہئے، اور سب تسلیم خم کرنا چاہئے تب والدین کا ماننا ہوگا۔“ (مضامین بحوالہ ص ۸۷ ج ۱)

حقوقِ اولاد

اولاد کے والدین پر کیا حقوق ہیں ان کا اجمالی تذکرہ افادات فقہ اعظم امام احمد رضا قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بنایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام پھر خصوص جوار پھر خصوص قرابت پھر خصوص خیال ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد واکہ ہوتا جاتا ہے۔ اس بارے میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت میرے حافظہ و نظر میں ہیں انہیں بالتفصیل مد تحریر جات تھکے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور عرض صرف افادہ احکام لہذا سر دست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کمال تلخیص و اختصار کے ساتھ شمار کروں۔ وبالله التوفیق۔

① سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رزق قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

② دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچے پر نانا ماموں کی عادات و افعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

③ زنیگوں جیسیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بد نما نہ کر دے۔

④ جماع کی ابتدا بسم اللہ کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

۵) اس وقت شرمگاہ زن پر نگاہ نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا تو تپتے ہوئے کا خطرہ ہے۔

۷) مردوزن کپڑا اور ڈھلیس جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے۔

۸) جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان دائم الصبیان سے بچے۔

۹) چھوٹا اور غیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ صلاحت اخلاق کی فالِ حسن ہو۔

۱۰) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں روز اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لئے ایک پسر کے لئے دو کہ اس میں بچہ کو گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

۱۱) ایک دان دانی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

۱۲) سر کے بال اتروائے۔

۱۳) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

۱۴) سپر زعفران لگائے۔

۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ بچے کے نام کا بھی جو کم دنوں کا گرجائے روزِ شہرِ ذیل

کے یہاں شکایت کرے گا۔

۱۶) بُرا نام نہ رکھے کہ بد فال بد ہے۔

۱۷) عبد اللہ، عبد الرحیم، احمد، حامد وغیرہ عبادت و حمد کے یا انبیاء و اولیاء یا اپنے

بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پڑنام رکھے کہ موجب برکت ہے۔

خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کی دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔

۱۸) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔

۱۹) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔

۲۰) مارے بُرا کہنے میں احتیاط کرے۔

۲۱) جو مانگے برودہ مناسب دے۔

۲۲) پیار میں چھوٹے لقب پر بے قدر نام نہ رکھے کہ پُرانا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

۲۳) ماں خواہ نیک دایہ نمازی صاحبہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔

۲۴) رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ بے پچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

۲۵) بچہ کا نفقہ اور اکی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جنہیں

حضانت (پرورش) بھی داخل ہے۔

۲۶) اپنے حوائج و ادائے واجبات شریعت سے جو بچے اس میں عزیزوں

قریبوں، متاجوں وغیرہوں سب سے زیادہ حق عیال اطفال کا ہے جو ان

سے بچے وہ اوروں کو پیسے۔

۲۷) بچہ کو پک کھائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عبادت لاتا ہے

۲۸) اولاد کے ساتھ ہنساخوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع

رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انھیں دے کہ ان کے طفیل میں

آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو انھیں کو کھلائے۔

۲۹) خدا کی ان نعمتوں کے ساتھ ہر و لطف کا برتاؤ رکھے انھیں محبت و پیار

کرے بدن سے پٹائے، کندھے پر چڑھائے ان کے ہنسنے کھیلنے،
پہلنے کی باتیں کرے۔

(۲۰) ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت، ممانعت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں
بھی ملحوظ رکھے۔

(۲۱) نیا مسودہ، نیا پھل پہلے انھیں کو دے کہ وہ بھی تازہ پھل ہیں نئے کونیا
مناسب ہے۔

(۲۲) کبھی کبھی جب مقدور انھیں شیرینی وغیرہ کھانے پہنچنے کیلئے کی ابھی چیز
کشتہ فاجائز ہو دیا رہے۔

(۲۳) پہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے، بلکہ بچے بھی وعدہ وہی جائز ہے
جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(۲۴) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر اور یکساں دے۔ ایک کو
دوسرے پر بے فیصلت دینی ترجیح نہ دے۔

(۲۵) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔
بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(۲۶) حتیٰ الامکان سخت و سوزی علاج سے بچائے۔
زبان کھلے ہی اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ شریف کھائے۔

(۲۷) جب تمیز آئے ادب سکھائے۔ کھانے پینے ہنسنے بولنے اٹھنے چلنے پھرنے
حیاتیاتی ضرورتوں کی تعلیم ماں باپ، استاد اور لڑکی کو ان سب کے ساتھ شوہر کی
اطاعت کے آداب سکھائے۔

(۳۰) قرآن مجید پڑھائے۔

(۳۱) استاد نیک صالح، متقی، صحیح العقیدہ مسن رسیدہ کے سپرد کرے۔ اور دفتر کو
نیک پار ساعورت سے پڑھوائے۔

(۳۲) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(۳۳) عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق
ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

(۳۴) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں
ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

(۳۵) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت
کی تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

(۳۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

(۳۷) علم دین خصوصاً فقہ و غسل، نماز و روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص،
تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت، صدق و سنان وغیرہ خوبیوں کے

فضائل، حرص و طمع، حُب جاه، حُب دنیا، ریا، عجب و تکبر، خیانت، کذب ظلم،
فحش، غیبت، حسد، کینہ، وغیرہ برائیوں کے رذائل پڑھائے۔

(۳۸) پڑھانے سکھانے میں رفیق و نرمی ملحوظ رکھے۔

(۳۹) موقع چشم نمائی، تنبیہ و تہدید کرے مگر کوستا نہ دے کہ اس کا کوستا ان کے لئے
سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

(۴۰) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

۵۱ اکثر اوقات تہدید و تحویف (ڈرانے دھمکانے) پر قائم رہے، کوڑا چمی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

۵۲ زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پر نشا باقی رہے۔

۵۳ مگر زہن ہزار ہزار بڑی محبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یا بد بار بد (بڑا دوت بڑے سنا) سے بدتر ہے۔

۵۴ نہ ہرگز ہرگز بہار دانش، مینا بازار، شہنوی غنیمت وغیرہ کتب عشقیہ و غزلیاتِ نفعیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی بدھ جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث شریف سے ثابت کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زنانہ کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر بچوں کو خرافاتِ شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے۔

۵۵ جب دس برس کا ہو نماز مار مار کر پڑھائے۔

۵۶ اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ ٹکرائے، جدا بچھونے جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

۵۷ جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایتِ قوم و دین دیرت و صورت ملحوظ رکھے۔

۵۸ اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانیوں کا احتمال ہو اسے امرِ حکم کے صفو سے نہ کہے بلکہ برقی و زری بطور شورہ کہے کہ وہ بلائے حقوق میں نہ پڑے۔

۵۹ اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

۶۰ اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے مگر کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے کہ

ثلث (ایک تہائی ۱/۳) سے زیادہ خیرات نہ کرے۔
یہ بات حق تو ہے و دختر سب کے ہیں بلکہ اخیر کے دوج میں سب وارث شریک ہیں۔

خاص پسر کے حقوق

۶۱ لکھنا ۶۲ پیرنا ۶۳ سپہ گری سکھائے۔
۶۴ سورہ مائدہ کی تعلیم دے۔

۶۵ اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔

خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ

۶۶ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمتِ الہیہ جانے۔

۶۷ سینا پرونا، کاستا، کھانا پکانا سکھائے۔

۶۸ سورہ نور کی تعلیم دے۔

۶۹ لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے۔

۷۰ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

۷۱ دینے میں انھیں اور بیٹوں کو کاٹنے کی تول برابر رکھے۔

۷۲ جو چیز دے پہلے انھیں دے کہ بیٹوں کو دے۔

۷۳ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔

۷۴ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔

۷۵ شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے

یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔

بلکہ بیگانوں سے جانے کی مطلقاً بندش کرے گھر کو ان پر زناں کر دے (یعنی گھر سے باہر نہ جانے دے)

شرف شفاء

شفا شریف ایک ایسی کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور دل و دماغ محبت رسول کی روشنی سے جگمگا اٹھتے ہیں۔ اس کتاب کا علم اسلام کے نامور اہل علم فضل نے استفادہ کیا۔ امام ندوی، امام عینی، امام عسقلانی جیسے ائمہ اہل حدیث شفا شریف کے حوالے نقل کر کے اپنی تصانیف کو گراں قدر بناتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو اس کتاب کی جو سے حضور کی مجالس میں معاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دُنیا سے اسلام کے جلیل القدر کرام نے اس کتاب کی شرحیں مکھیں اور بیہ شمار تعلیقات لکھ کر نسبت محبت کی سند حاصل کی۔ اس کتاب کے سینکڑوں ایڈیشن چھپ کر دُنیا سے اسلام میں پھیلے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بلا نواب عبدالحکیم اختر شہا پور ایڈری اور علامہ محمد ابراہیم خلیفہ کراچی نے کیا ہے۔

صاحب کتاب الشفاء

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم و شائق میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے آپ کی سیرت طیبہ پر نہایت بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ آپ ۴۷۶ھ/۱۰۸۲ء میں اُندلس میں پیدا ہوئے اور فاس کے ایک قصبہ سبّہ میں پرورش پائی۔ آپ حافظ الحدیث قاضی ابو علی غسانی صنفی کے شاگردِ خاص تھے مگر اُندلس کے بلند پایہ علماء سے استفادہ کیا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی سے علمی اعزاز حاصل کیا۔ غرناطہ میں قاضی القضاہ (چیف جسٹس) کے منصب پر فائز رہے۔ ہزاروں شاگرد آپ کے دسترخوانِ علم سے مستفیض ہوئے۔ اگرچہ دنیائے علم میں آپ کی تصانیف تاروں کی طرح روشن ہیں مگر آپ کی کتاب ”الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ“ دنیائے اسلام میں بڑی مقبول و مطبوع ہوئی۔ آپ ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء میں فوت ہوئے۔ مزار پر انوارِ مرکش میں ہے۔